www.paksociety.com

نرم پلکیں اور موج ہوا

صبا جاوید

''یہ سب کیا ہے؟'' زین نے رزلٹ کارڈ ہوا میں اچھالا اور شمائل پر دھاڑا، جو سہم کر ایک قدم پیچھے ہوا۔

''یہ گریڈز ہیں تمہارے، ہر سبجیکٹ میں بمشکل پاسنگ مارکس آئے ہیں، یوں ڈی گریڈ میں پاس ہونے سے بہتر ہے کہ تم فیل ہو جاؤ۔'' سرخ چہرہ لئے وہ مکمل طور پر مشتعل دکھائی دیتا تھا، شمائل کا تو حلق تک سوکھ چکا تھا نظریں اٹھانے کی ہمت نہ تھی تو جواب بھلا کیا دیتا۔

''سب کن تخریب کاریوں کے سبب ہوا ہے میں اچھی طرح جانتا ہوں، آخری بار چھوڑ رہا ہوں شمائل، اپنی حرکتوں سے باز آ جاؤ، اگلی بار ایسا رزلٹ آیا تو کوئی لحاظ نہیں برتا جائے گا۔'' اس کا انداز تنبیہی ہونے کے ساتھ ساتھ ختمی بھی تھا۔

''ہمیں تم سے یہ امید نہیں تھی بیٹا، اتنی پور کنڈیشن۔'' کب سے خاموش بیٹھی نفیسہ خاتون نے مداخلت کی۔

''آئی ایم ساری۔'' ندامت کے احساس سے بھیگتی آواز سمیت وہ بولا تو وہ دونوں قدرے نرم پڑ گئے، اسے اپنی غلطی کا احساس تھا زین کے لئے اتنا ہی کافی تھا۔

''فریش ہو جاؤ، پھر اکٹھے ڈنر کرتے ہیں۔'' زین نے پیار سے اس کے بال بگاڑے اس کا اعتماد کچھ بحال ہوا۔

''تھینکس بھیا۔'' نم آنکھوں کو صاف کرتے ہوئے شمائل مسکرایا اور کمرے سے نکل گیا۔

''زین!'' شمائل کے جانے کے بعد نفیسہ خاتون نے اسے بلایا۔

مکمل ناول

Downloaded From
Paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

خراب کی ہیں اسے کوئی ٹیوٹر ہینڈل نہیں کر سکتا، اکیڈمی جوائن کروا دیتے ہیں اس کے علاوہ وہ آفس سے واپسی پر میں خود اسے پرسنلی چیک کروں گا اور برائے مہربانی اب اسے عناب سے دور رکھیئے گا۔'' وہ قدرے عاجز آ کر بولا۔

''بچی ہے بیٹا، وہ کیا عادتیں بگاڑے گی اور ایک ہی گھر میں رہتے ہوئے کیسے دور رکھوں اس سے۔''

''بچی نہیں ہے آفت کی پرکالہ ہے، یہ بات آپ بھی جانتی ہیں، آٹھویں جماعت میں یقیناً محترمہ شاندار طریقے سے فیل ہوئی ہوں گی ساتھ ساتھ شمائل کا بھی بیڑا اغرق کیا ہے، ایسے مارکس کے ساتھ کون اسے سائنس گروپ میں ایڈمیشن دے گا، یہ الگ ٹینشن۔'' وہ جل بھن کر بولا اور عناب کے ذکر پر اس کے لفظوں میں کڑواہٹ خود بخود گھل گئی جو واقعی فیل ہو چکی تھی۔

''اچھا دیکھتے ہیں تم فریش ہو کر نیچے تو آؤ۔'' وہ تھکا ماندہ آفس سے لوٹا تو آتے ہی شمائل کے آٹھویں جماعت کے رزلٹ کے بارے میں پتا چلا اس قدر نالائقی پر وہ ہتھے سے اکھڑ گیا۔

☆☆☆

''شمائل میں نے تمہیں کسی بات سے منع کیا تھا۔'' سرخ انگارہ آنکھیں اس پر جمائے وہ ایک بار پھر چیخ پایا تھا اور کس بات کے لئے منع کیا تھا شمائل بخوبی سمجھتا تھا، اس کا اشارہ عناب سے دور رہنے کی سمت تھا۔

''جو میں کہتا ہوں بکواس لگتا ہے تمہیں۔''

وہ دھاڑا اس قدر شدت سے کہ درو دیوار لرز اٹھے، تمام نفوس دم سادھے کھڑے تھے، چچی جان، نفیسہ خاتون، شمائل، وہ اس گھر کا بڑا بیٹا تھا اور آج تو معاملہ بھی سنگین تھا اس کا غصہ جائز تھا، وقفے وقفے سے شمائل کی سسکیاں گونج رہی تھیں۔

''جواب چاہیے مجھے، کہاں کے ڈان بنے پھرتے ہو تم، غنڈہ گردی کرنی ہے تو آگ میں جھونک دو کتابوں کو۔'' کہنے کے ساتھ ہی اس نے ایک زوردار تھپڑ شمائل کے دائیں رخسار پر رسید کیا، وہ اچھلتا ہوا دو قدم پیچھے گرا، اس کا بھاری مردانہ ہاتھ شمائل کے نرم رخسار پر انگلیوں کے نشان ثبت کر گیا، دونوں خواتین نے دہل کر دل پر ہاتھ رکھا۔

البتہ دیوار کی اوٹ میں چھپی عناب سے مزید برداشت نہ ہوا تو لپک کر انٹری دی۔

''زین بھائی، شمائل کی کوئی غلطی نہیں، سب کچھ میری وجہ سے ہوا ہے، وہ تو نہیں جا رہا تھا میں ہی اسے زبردستی لے گئی اور......'' زین کی تمسخرانہ نگاہیں خود پر جمی محسوس کر کے وہ جملہ بھی مکمل نہیں کر پائی اور سر جھکا گئی۔

سیاہ پٹیالہ شلوار پر پنک شمائل کی ڈریس شرٹ پہنے تھی، ناخن خوب بڑھائے جن میں منوں کے حساب سے میل پھنسی تھی، نجانے کب سے نہانے کی زحمت نہیں کی تھی جو بال اپنی اصل شناخت کھو کر سر سے چپک کر رہ گئے، اس اوٹ پٹانگ اور میلے کچیلے حلیے میں وہ کہیں سے بھی ایک مہذب اور تعلیم یافتہ خاندان کا حصہ نہیں لگ رہی تھی، اس نے کف کہنیوں تک موڑے تھے دوپٹہ سرے سے تھا ہی نہیں، زین کو وہ اس وقت زہر سے بھی بری لگی۔

''آج کے بعد تمہارا باہر آنا جانا بند، ورنہ ٹانگیں توڑ کر گھر بیٹھا دوں گا تمہیں۔'' وہ دانت پیس کر بولا، غصہ تو اس قدر تھا کہ اسے دھنک کر رکھ دیتا لیکن لڑکی ہونے کے سبب اسے لحاظ کرنا پڑا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''انا بیٹے کمرے میں جاؤ۔'' زین کے بگڑے تیور دیکھ کر چچی نے اسے منظر سے ہٹانا چاہا۔

''اگر زین بھائی شائل کو نہیں ماریں گے تو میں چلی جاؤں گی۔'' وہ اس قدر اڑیل انداز میں بولی کہ زین کو اپنی رگوں میں خون کی بجائے انگارے دوڑتے محسوس ہوئے۔

''تم بکواس بند کرو۔'' وہ تمام لحاظ بالائے طاق رکھ کر اس کی سمت جارحانہ انداز میں ایک قدم بڑھا، جواباً وہ چچی کے پیچھے بھاگ کر چھپ گئی۔

''کیا اب آپ مجھے بھی ماریں گے۔'' چچی کو ڈھال بنا کر وہ سوال و جواب کر رہی تھی، زین بل کھا کر رہ گیا۔

''شائل، آج جو ہوا وہ پھر سے نہیں ہونا چاہیے، ٹاٹ نیکسٹ ٹائم ایٹ آل اور اسے چچی جان آپ خود سمجھا دیں تو زیادہ بہتر ہے۔'' پہلے شائل اور پھر چچی کو مخاطب کر کے اس نے گویا بات ختم کی، چچی کی وجہ سے وہ بچ گئی ورنہ جس قدر اسے آج غصہ تھا، وہ یقیناً اسے دو چار لگا چکا ہوتا۔

بات کچھ یوں تھی کہ شائل کی کچھ لڑکوں سے لڑائی ہو گئی، شائل تنہا تھا اور وہ چار، انہوں نے شائل کو اچھا خاصا پیٹا، وہ بے چارہ بمشکل گھر پہنچا، انا نے جو اس کی دگرگوں حالت دیکھی اور تمام واقعہ اس کے علم میں آیا تو بیٹ اٹھا کر سب کو ایک ایک کے گھر جا کر اتنا مارا کہ وہ ہاسپٹل ایڈمٹ ہو گئے، شائل اور انا کا پیار مثالی تھا لیکن یہ صورتحال نا قابل قبول تھی۔

لڑکوں کے ساتھ الجھنا وہ بھی اس حد تک، ایک لڑکی ہونے کی حیثیت سے یہ شرمناک فعل تھا، اس کے علاوہ ان چاروں لڑکوں کے والدین نے نا صرف انا کی شکایت لگائی بلکہ خوب واویلا بھی کیا، ایک فیملی نے تو پولیس کمپلینٹ تک کے لئے کہہ دیا، زین نے بڑی مشکل سے معاملہ سنبھالا اور معاملہ ٹھنڈا کیا باہر تو معاملہ رفع دفع ہو گیا لیکن ان دونوں پر اس کا پارہ آخری حدوں کو چھو رہا تھا۔

☆☆☆

واصف عباس اور کاشف عباس دونوں بھائی تھے جن کا آشیانہ سلیم ہاؤس تھا، اس آشیانے میں بڑے بھائی واصف عباس کی شریک سفر نفیسہ خاتون تھیں اور ان کے آنگن کی رونقیں زین عباس اور شائل عباس تھے، شائل، زین سے نو برس چھوٹا تھا اور آٹھویں جماعت کا طالبعلم تھا، جبکہ زین عباس سافٹ ویئر انجینئر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں بطور انجینئر اپنی خدمات بھی فراہم کر رہا تھا۔

کاشف عباس کی زندگی میں روبینہ جیسی حسین اور سلیقہ شعار خاتون تھیں، خاموش طبع اور ملنسار سی روبینہ کو خدا نے طویل عرصے تک اولاد جیسی نعمت سے محروم رکھا۔

نو سال بعد ایک طویل اور تھکا دینے والے انتظار کے بعد خدا نے بہت منتوں اور مرادوں سے ان کی جھولی عناب زہرا سے آباد کی، جس کی انگوری گرین آنکھوں کی وجہ سے اسے عناب کا نام دیا گیا، جس شدت سے اسے مانگا اتنی ہی چاہتوں سے اسے پالا، کاشف اور روبینہ نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا، نفیسہ خاتون نے بھی بیٹی کی تشنگی عناب کے نرم وجود سے پوری کی۔

اتنی چاہتیں اور محبتوں بھلا کیسے نہ اسے موڈی اور خودسر بناتیں سو وہ ایسی تھی، اپنی مرضی کی مالک، کسی کی سننا تو اس نے سیکھا ہی نہ تھا، آمریت اس کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

البتہ شمائل اس کا ہم عمر ہونے کے ساتھ ساتھ بے حد اچھا دوست بھی تھا ان کی خوب بنتی تھی، چوڑیاں، مہندی، گڑیا جیسی چیزوں کا اسے کوئی شوق نہ تھا، وہ زیادہ تر شمائل کے ساتھ رہتی لہٰذا وہ اسی کی ہم مزاج بن چکی تھی، بلکہ کسی وقت شمائل درگزر کر دیتا لیکن انا وہ کام کر کے ہی دم لیتی، گرمیوں کی پر تپش اور جھلساتی دوپہر میں لڑکوں کے ساتھ کرکٹ کھیلنا، پتنگ کاٹنا، درختوں سے کیریاں توڑنا، پنجے لڑانا اس کے پسندیدہ مشاغل تھے، پڑھائی اور غسل سے اس کی جان جاتی تھی، پانی سے تو یوں دور بھاگتی جیسے اچھوت ہو۔

اس لئے ہر لحہ گندے مندے اور میل سے اٹے حلیے میں سرگشت کرتی پائی جاتی اور اگر کوئی سختی برتتا تو اس کی حمایت کے لئے کوئی نہ کوئی وکیل اٹھ کھڑا ہوتا اس معاملے میں روبینہ کی بھی ایک نہ چلتی، تیرہ برس کی عمر میں ہی اس نے خوب قد کاٹھ نکال لیا تھا مگر دوپٹے سے بے نیاز یہاں وہاں چوکڑیاں لگاتی نا صرف زین کے عتاب کا نشانہ بنتی بلکہ روبینہ کا بھی دل جلاتی۔

چھوٹی چھوٹی شرارتوں اور نوک جھونک سے بھرپور یہ دونوں خاندان ایک دوسرے سے مطمئن اور بہت خوش دکھائی دیتے تھے، پھر اچانک واصف عباس کی دائمی جدائی نے جہاں زین کو سنجیدگی سونپ کر بردبار اور ذمہ دار بنا دیا وہیں سلیم ہاؤس کے درودیوار میں عجیب سی ویرانی در آئی، زندگی اپنی رفتار سے بڑھتی جا رہی تھی، مگر ان کا خلا اپنی جگہ موجود تھا۔

☆☆☆

آٹھویں جماعت میں شاندار ناکامی کے بعد عتاب نے گنگا جمنا بہاتے ہوئے مزید پڑھنے سے انکار کر دیا، تو دونوں نفوس کے ہوش صحیح معنوں میں ٹھکانے آئے، اکلوتی اولاد جسے وہ معاشرے کا باوقار شہری بنانا چاہتے تھے جسے ترقی کی منازل طے کرتے ہوئے دیکھنا چاہتے تھے اس کے ایسے جوہر، وہ جو ہر معاملہ اس کا بچپنا سمجھ کر نظرانداز کر رہے تھے فارم میں آ گئے۔

امور خانہ داری کو فی الحال پس پشت ڈال کر تعلیم کو سامنے رکھتے ہوئے اسکول کے ساتھ ساتھ اکیڈمی کا بھی بندوبست کر دیا، اس کے علاوہ زین سے خصوصی کلاس لینے کے لئے پابند کر دیا، ایک پرائیویٹ اسکول میں نویں جماعت میں بیٹھا دیا۔

اتنی ساری کتابیں دیکھ کر اور اس قدر سختی سے عتاب کے چودہ طبق روشن ہو گئے، وہ بری طرح گھبرا اٹھی، اس مرتبہ اس کا رونا دھونا شور مچانا بھوک ہڑتال کچھ بھی کام نہ آیا۔

☆☆☆

''مجھے نہیں جانا اس سکول میں شمائل، جہاں تم جاتے ہو، مجھے بھی وہیں لے چلو میں وہاں پورا دن بور ہو جاتی ہوں تمہارے بغیر۔'' نیند سے بوجھل ہوتی آنکھوں کو بمشکل کھول کر اس نے شکوہ کیا۔

''اسی سکول میں تو ہو، بس کیمپس الگ الگ ہیں، تم گرلز برانچ میں اور میں بوائز برانچ میں۔'' شمائل نے اسے تسلی دی۔

''امی مجھے اب باہر بھی نہیں جانے دیتیں، تمہارے ساتھ کھیلنے بھی نہیں دیتیں، اس ایک پڑھائی کی وجہ سے سب میرے دشمن ہو گئے ہیں۔'' اس کی انگوری آنکھیں لبالب آنسوؤں سے بھر گئیں، وہ تو ہمیشہ محبتوں کی عادی رہی تھی یہ پابندیاں اور سخت رویہ اس کی برداشت سے باہر تھا پہلے سکول پھر اکیڈمی اور باقی کا دن گھر پر اس کے علاوہ زین رات کے جس پہر بھی گھر آتا ان دونوں کی حاضری لازمی لگتی، ایسی صورتحال عتاب

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

جیسی کھلنڈری، لاپرواہ اور چاہتوں کے احساس میں بھیگتی لڑکی کے لئے تکلیف دہ تھا، شمائل خود بے حد مصروف تھا وہ اب زین بھائی کو شکایت کا موقع نہیں دینا چاہتا تھا، لہٰذا وہ بھی اسے کم وقت دے پاتا تھا، عناب کے شب و روز ایکدم جمود کا شکار ہو گئے اور یہ جمود اسے تنہائی کا شکار کر رہا تھا۔

''سب تم سے بہت پیار کرتے ہیں انا، یوں غلط سوچوں کو دل و دماغ میں جگہ مت دو۔'' شمائل نے اس کا دل صاف کرنا چاہا، وہ دونوں بکس پھیلائے بیٹھے تھے جب زین داخل ہوا انا نے اورنج رنگ کا لباس زیب تن کر رکھا تھا اور حیرت کی بات یہ آج اس کے ساتھ دوپٹہ بھی تھا، دوپٹے سے بے نیازی تو اپنے عروج پر ہی تھی جو شانے سے ڈھلک کر زمین پر پڑا تھا اور اسے لینے کا مقصد فوت ہو چکا تھا بہر حال زین کے لئے اس دوپٹے کی موجودگی ہی کافی تھی، انا بچپن میں سرخ اناری رنگت، تیکھے نقوش کی حامل تھی، جواب اس کی بے نیازی اور تخریب کاریوں کے سبب سانولی ہو چکی تھی، بال تو آج بھی میل سے چپکے تھے اور ناخن مٹی سے اٹے تھے، اس کی حالت دیکھ کر اسے اچھی خاصی کوفت اور بے زاری ہو رہی تھی، لیکن وہ چچی کے حکم کا پابند تھا جنہوں نے پڑھائی کے معاملے عناب کو زین کے سپرد کیا تھا۔

''شمائل آج تمہارا میتھس کا ٹیسٹ ہے لاؤ بک دو۔'' آنکھوں میں ناگواری بھر کر ناک سکیڑ کر اور پیشانی کے بلوں میں اضافہ کرتے ہوئے اس نے اپنی کوفت کا بھرپور اظہار کرتے ہوئے کہا، اس کے بعد وہ عناب کی سمت متوجہ ہوا۔

''آج انگلش پڑھ لیتے ہیں، باقی میتھمیکٹس میں تو تم ماشاء اللہ ہو اس میں بھی دیکھ لیتے ہیں۔'' اس نے چھوٹتے ہی طنز جھاڑا اور انگلش کا پہلا سبق نکال کر اسے ریڈنگ کرنے کو کہا، اسے حیرت سے غش آنے کو تھی جب اسے چھوٹے چھوٹے لفظوں کے علاوہ کچھ بھی پڑھنا نہیں آیا۔

''کیا پڑھتی رہی ہو تم اتنے سال، تمہیں لفظ بھی صحیح طرح Pronounce کرنے نہیں آتے، یہ کتاب تو پانچویں کا اسٹوڈنٹ بھی پڑھ سکتا ہے اور تم۔'' کتاب اس نے انتہائی طیش میں بند کی اور اس کے سامنے پٹخی۔

امی...... پاپا...... ٹیچرز اکیڈمی میں آئے روز اس کی درگت بنتی تھی نہ پڑھنے پر مگر آج تک اس قدر ہتک کا احساس نہیں ہوا جتنا آج ہو رہا تھا۔

''گلیوں میں لور لور پھرتی ہو، دیواروں اور درختوں پر ٹنگی نظر آتی ہو ان حرکتوں سے فرصت ملے تو پڑھائی کی باری آئے۔'' اس قدر صاف الفاظ میں اس نے انا کی صفات گنوائیں کہ بے بسی سے اس کی آنکھیں بھر آئیں، پہلی بار اسے تضحیک محسوس ہو رہی تھی۔

''میں نے کہا تو ہے مجھ سے نہیں پڑھا جاتا تو پھر کیوں آپ سب مجھ سے زبردستی کر رہے ہیں۔'' چہرے پر ہاتھ رکھ کر وہ چلائی اور اس کے گندے لمبے ناخن دیکھ کر اسے عجیب سی کراہت محسوس ہوئی۔

''اٹھو۔'' وہ کرختگی و سنجیدگی سے بھرپور آواز میں بولا۔

''جی۔'' وہ رونا دھونا بھول کر حیرت سے بولی۔

''میں نے کہا اٹھو۔'' وہ حلق کے بل دھاڑا، تو وہ سہم کر اٹھی۔

''دفع ہو جاؤ یہاں سے، ایک منٹ سے پہلے میری نظروں سے دور ہو جاؤ اور کل سے......'' اس نے لب بھینچ کر اگلا جملہ منہ میں ہی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

دبا لیا، وہ ایک لڑکی تھی وہ اس کی ذاتیات پر تنقید کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتا لہٰذا جملہ ادھورا چھوڑ دیا، اسے وہیں کھڑے دیکھ کر زین نے خود ہی اس کی کلائی تھام کر تقریباً گھسیٹتے ہوئے کمرے سے باہر نکال دیا، دروازہ دھاڑ کی زوردار آواز سے بند ہوا۔

"اب اس نے کیا کیا بھیا۔" کب سے خاموش بیٹھے شمائل نے لب کشائی کی، ان دونوں کے درمیان بحث تو روز کا معمول تھا پڑھائی کم اور بحث زیادہ ہوتی، لہٰذا وہ چپ چاپ ٹیسٹ میں مصروف رہا لیکن اسے سمجھ نہیں آیا کہ زین نے اس قدر شدید ردعمل کس بات پر کیا۔

"تم بھی جاؤ، باقی ہم کل پڑھیں گے۔" اس نے کہہ کر گویا بات ختم کر دی شمائل خاموشی سے باہر آ گیا۔

☆☆☆

آج وہ تین دن بعد آئی تھی، وہ بھی زین کے بارہا پیغام بھیجنے کے بعد، وہ اس کے لئے مسلسل ٹارچر تھی، اس میں لڑکیاں والی کوئی بات نہ تھی، اس کا وجود اس کی موجودگی زین عباس کے لئے ہمیشہ کوفت اور بے زاری کا سبب بنتی تھی، اس کی حرکتیں اور حلیہ دونوں ہی نا چاہتے ہوئے بھی زین کو کوئلوں کی جلتی بھٹی میں دھکیل دیتے، اسے سمجھ نہیں آتا تھا کہ اس قدر آلودگی کے ساتھ اس کے نفاست پسند اور صاف ستھرے گھر والے کیسے اسے برداشت کر لیتے تھے، بہرحال اسے تین دن قبل اپنائے جانے والے رویے پر کوئی ندامت نہ تھی اور وہ چپ چاپ آ کر بیٹھ گئی تو زین نے حکم سادر کیا، اس نے ایک لمحے میں زین کے حکم کی تعمیل کی، زین نے محض اسے ایک لائن پڑھائی اور کوئی دس بار پڑھانے کے بعد وہ درست تلفظ ادا کرنے کے قابل ہو سکی، پھر اس نے وہی لائن رجسٹر پر اتاری اور اسے سو بار تحریر کرنے کو کہا۔

"سو بار۔" اس کی ہیزل گرین آئیز حیرت کی زیادتی سے مزید پھیل گئیں۔

"ہوں۔" اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ابھی لکھنا ہے۔" دوسرا سوال آیا۔

"بالکل۔" تیسرا سوال کوئی نہیں آیا البتہ آنکھیں ضرور نم ہو گئیں۔

اسے تو ایسے لگا جیسے اسے کند چھری سے ذبح کیا جا رہا ہو۔

"اگر تم روئی تو دو سو بار لکھنا پڑے گا۔"

"نہیں...... میں رو تو نہیں رہی۔" اس نے لمحے کے ہزارویں حصے میں آنسو ہتھیلی کی پشت سے رگڑے، زین عباس شاید زندگی میں پہلی بار اسے دیکھ کر مسکرایا، اتنے میں چچی اس کے لئے چپس بنا کر لے آئیں، جس ہاتھ سے وہ مسلسل خارش کر رہی تھی اس ہاتھ سے مٹھی بھر بھر اس نے چپس پھانکی اور مزے سے کھانے لگی، ایک تو کھانے کا انداز اس پر غلیظ ہاتھ زین کا تو اپنا کھایا پایا باہر آنے کو تھا، بہرحال اس نے چچی کے سامنے انا کو کچھ نہیں کہا اور جب انہوں نے عناب کی پڑھائی کی بابت دریافت کیا تو وہ اس بارے میں بات کرتا ان کے ساتھ ہی نکل آیا، کوئی آدھے گھنٹے کے بعد جب وہ کمرے میں لوٹا تو عناب کشن پر سر رکھے رجسٹر بازو کے نیچے دبائے لکھتے لکھتے سو چکی تھی، اسے عجیب سی بے زاری نے آن لیا، چنانچہ زین نے آگے بڑھ کر کشن بے دردی سے کھینچی، وہ فوراً ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی وہ بھی غنودگی میں تھی۔

"بس جتنا پڑھنا تھا پڑھ لیا تم نے، جاؤ اپنے کمرے میں۔" سرخ ڈوروں سے بھری آنکھیں اٹھا کر اس نے لمحہ بھر زین کو دیکھا اور

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

چپ چاپ جانے لگی۔

''رکو۔'' وہ پلٹی۔

''اپنی چیزیں سمیٹو۔'' اس کا اشارہ کتابوں کی سمت تھا۔

''اور ہاں یہ کشن بھی لیتی جاؤ، میرے کمرے میں اب اس کے لئے جگہ نہیں۔'' عناب دم بخود رہ گئی، نفرت کی اس قدر انتہا کہ اس کے سر کے نیچے رکھے کشن کو بھی وہ اپنے کمرے کی زینت نہیں بنا سکتا تھا، توہین و ہتک کے احساس سے اس کے کانوں کی لوئیں تک جل اٹھیں۔

''اس کشن پر میں نے سر رکھا ہے اس لئے دے رہے ہیں تو پھر یہ کارپٹ بھی نکلوا دیں اس پر بیٹھتی ہوں بلکہ اس پورے گھر کو واش کروائیں کیونکہ ہر چیز میں میرا مس ہے یہاں یا مجھے ہی باہر پھینکوا دیں تاکہ آپ کو اتنی زحمت ہی نہ کرنی پڑے، اتنی بری بھی نہیں ہوں زین بھائی جتنا برا برتاؤ آپ مجھ سے کر رہے ہیں۔'' دھیمی آواز سے کہتی وہ نرمی سے کشن اٹھا کر چلی گئی، زین متعجب تھا ہر وقت گلا پھاڑ پھاڑ کر باتیں کرتی، فلک شگاف قہقہے لگاتی عناب اس قدر دھیمی آواز میں بھی بات کر سکتی تھی لیکن آج اسے اپنے الفاظ کی سختی کا ادراک ہوا تھا وہ جیسی بھی تھی، آخر تھی تو اس کی کزن ہی نا۔

☆☆☆

رمضان المبارک کے بابرکت مہینے کا آغاز ہو چکا تھا، خدا کی رحمتوں اور برکتوں کا نزول جاری تھا اس نے شمائل کے ساتھ چھت پر جا کر اچک اچک کر چاند دیکھا، والد کے ساتھ جا کر سحری کا سامان لے کر آئی کافی عرصے بعد وہ قدرے پر جوش نظر آ رہی تھی۔

''زین بھائی!'' شمائل اور زین فجر کی نماز ادا کر کے آئے تو وہ اسے صحن میں ہی مل گئی۔

''ہوں...... کیا ہوا؟'' اس کے پکارنے پر وہ رک کر بولا۔

''آج میرا روزہ ہے اور شمائل کا بھی۔''

''ہاں مجھے پتہ ہے تو۔'' وہ اس کی ادھوری بات کا مفہوم نہیں سمجھا۔

''تو پڑھنے سے مجھے روزہ بہت زیادہ لگتا ہے آج ہمیں چھٹی دے دیں۔'' اس کے چہرے پر اس قدر مسکینیت تھی کہ زین نے بے ساختہ اثبات میں سر ہلا دیا، اس کی انگوری آنکھوں کی چمک میں یکدم کئی گنا اضافہ ہو گیا جو فی الحال اس کی دبتی رنگت پر سوٹ نہیں کر رہی تھی۔

''واہ...... واہ جیو میری شیرنی، پہلے روزے پر کیا تحفہ دلایا ہے آج اسی خوشی میں اکیڈمی بھی نہیں جائیں گے۔'' شمائل نے باقاعدہ بھنگڑا ڈالتے ہوئے ایک اور فیور لینے کی کوشش کی۔

''ہاں کر لینا چھٹی لیکن ایک شرط پر؟''

''کیا شرط۔'' وہ دونوں ٹھٹکے۔

''ناخن کاٹنے پڑیں گے تمہیں۔''

''جی نہیں میں نہیں کاٹوں گی یہ شمائل سے لڑائی میں میری بہت ہیلپ کرتے ہیں۔'' کہنے کے ساتھ ہی اس نے بے ساختہ زبان دانتوں تلے دبائی اور آج یہ معمہ بھی سلجھ گیا کہ عناب ناخن کیوں بڑھاتی ہے جبکہ اس کی کوئی کل سیدھی نہ تھی۔

''ٹھیک ہے پھر چھٹی بھی کینسل، جاؤ دونوں بکس لے کر آؤ۔''

''کیا یار پڑھائی جیسی بلا سے نجات کے لئے تم اتنا بھی نہیں کر سکتی چاہے ایک دن ہی سہی جان تو چھوٹے گی نا اور تمہارے ناخنوں میں میل کچیل کے علاوہ ہے ہی کیا۔'' شمائل نے اس کے دل کی بات کی۔

''انہی ناخنوں سے ایک دن شہید نہ ہو جانا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

مجھ سے۔" وہ اس کے کان میں گھس کر دانت کچکچا کر بولی۔

"کوئی بات نہیں گھر کی کھیتی ہے پھر بڑھ جائیں گے۔" خوشی میں سر دھنتا وہ نیل کٹر لینے بھاگا۔

"بھائی اپنی نگرانی میں کٹوائے گا یہ بہت بڑی چیٹر ہے ڈنڈی مار دے گی۔" نیل کٹر تھما کر وہ شرارت سے بولا اور جواب کا انتظار کیے بغیر اندر بھاگ گیا وہ محض دانت کچکچا کر رہ گئی، وہ بے بسی سے زین کو دیکھ کر رہ گئی۔

"جاؤ پہلے اچھی طرح ہاتھ دھو کر اور ناخن صاف کر کے آؤ۔" اسے جوں توں بیٹھا دیکھ کر زین نے کہا، کچھ دیر بعد جب وہ لوٹی تو دھلے اور صاف ستھرے ہاتھ قدرے معقول لگ رہے تھے، وہ چپ چاپ آکر بیٹھ گئی، زین نے اچانک اس کو گود میں دھرا ہاتھ تھاما اور ایک ایک انگلی پکڑ کر بڑی احتیاط سے ناخن کاٹنے لگا۔

اس کے ٹھنڈے ٹھنڈے ہاتھوں میں زین کے گرم ہاتھوں کی حدت منتقل ہونے لگی، اسے زین سے عجیب سی جھجک آئی، اس کے وجود میں چیونٹیاں سی رینگنے لگیں، سینے میں فٹ دل کی دھڑکنوں کی رفتار بڑھی، وہ محض چودہ برس کی تھی اور زین تئیس سال کا خوبرو نوجوان، پہلے تو ایسا کبھی نہیں ہوا تھا وہ رات گئے اس کے پاس پڑھتی تھی اس طرح کے جذبات واحساسات نے تو کبھی نہ اسے چھوا۔

"تمہارے ناخن تو چڑیلوں کو بھی مات دے رہے ہیں۔" زین نے تبصرہ کیا اور عناب کا دوسرا ہاتھ تھاما، جو اس نے ایک جھٹکے سے چھڑایا۔

"مم...... میں خود کاٹ لوں گی۔" اس کی استفہامیہ نظروں کا مفہوم سمجھ کر وہ بدقت تمام بولی اور تیزی سے اندر چلی گئی، جبکہ زین کے پاس وقت ہی کہاں تھا اس کے بارے میں سوچنے کا۔

☆☆☆

"اچھے لوگ ہیں لڑکی بھی خوبصورت، کم گو اور سلیقہ شعار ہے۔" دودھ کا گلاس ٹیبل پر رکھ کر چچی، چاچو سے مخاطب ہوئیں جن کی طبیعت آج کل ناساز رہنے لگی تھی اور وہ جیسے بستر کے ہو کر رہ گئے۔

"ہوں۔" کتاب کے مطالعہ میں محو چاچو نے بس ہوں کہنے پر اکتفا کیا۔

"ایک بات کا ارمان رہ گیا میرے دل میں۔" وہ مچل کر بولیں۔

"کیا؟" چشمے کے اوپر سے چاچو نے جھانک کر پوچھا۔

"کاش انا اور زین کی شادی ہو جاتی۔"

"لاحول ولاقوۃ۔" ان کی بات سن کر چاچو کو اشفاق احمد کی زاویہ بند کرنی ہی پڑی۔

"کیسی باتیں کرتی ہیں، زین اور انا کا کیا جوڑ بھلا۔"

"ہاں...... انا تو اپنے بچپنے سے نہیں نکل رہی، اس کی اوٹ پٹانگ حرکتوں کی وجہ سے تو بھابھی نے کبھی اسے بہو بنانے کا نہیں سوچا۔"

"آپ غلط سمجھ رہے ہیں میرا اشارہ انا کے غیر سنجیدہ رویے کی طرف نہیں ہے ان کی عمروں کے تضاد کی سمت ہے، وہ تیئس چوبیس سال کا سمجھ دار لڑکا ہے اور انا محض چودہ برس کی کھلونے سے کھیلنے والی لڑکی، اتنی سی عمر میں آپ اس سے کس سمجھداری کی امید کرتی ہیں اور بلاوجہ ڈانٹ ڈپٹ مت کیا کریں، وقت کے ساتھ ساتھ خود ہی سب کچھ سیکھ جائے گی بھلا لڑکیوں کو بھی گھر داری سکھانی پڑتی ہے، یہ تو ان کی گھٹی میں ہوتی ہے۔" انہوں نے تدبر اور دور اندیشی سے چچی کو دونوں پہلوؤں سے سمجھایا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''بات تو آپ کی ٹھیک ہے۔'' وہ متفق نظر آئیں۔

''اب بتائیں بھلا زین اور انا کی شادی کیسے ممکن ہے۔''

کسی کام سے ان کے کمرے میں آئی انا کے قدم وہیں جم گئے وہ آخری جملہ ہی سن پائی تھی، وہ کچھ دیر مزید کھڑی رہی مگر اندر گہرا سکوت تھا اس کی ٹانگیں ہولے ہولے لرزنے لگیں تو وہ واپس پلٹ گئی۔

''ویسے اگر زین چند سال انتظار کرے تو ممکن ہے۔'' وہ ایک بار پھر کوشش کر رہی تھیں اپنا مقدمہ لڑنے کی۔

''وہ اتنی چھوٹی سی ہے آپ کو ابھی سے اس کی شادی کی فکر ستانے لگی۔'' چاچو قدرے عاجز آ کر بولے۔

''تو کیا ہمیشہ چھوٹی ہی رہے گی کبھی بڑی نہیں ہوگی اور زین تو مجھے کب سے اس کے لئے پسند ہے۔''

''بیگم صاحبہ وہ بچہ شادی کے لائق ہے کیا وہ آپ کی بیٹی کے انتظار میں بیٹھا رہے اور بھول کر بھی بھابھی سے یہ بات مت کیجئے گا۔'' انہوں نے تنبیہ کی۔

''میں تو صرف آپ سے بات کر رہی ہوں، اپنی خواہش کا اظہار کیا ہے، باقی مجھے قدرت کا ہر فیصلہ منظور ہے۔'' وہ دلگرفتہ نظر آئیں۔

''میں آپ کی خواہش کا احترام کرتا ہوں روبینہ بیگم لیکن یہاں اس بات کی کوئی گنجائش نہیں۔'' چاچو نے ان کے ہاتھ تھام کر کہا گویا تسلی دینا چاہتے ہوں۔

''اور پھر شمائل بھی تو ہے آپ کیوں پریشان ہوتی ہیں ویسے بھی زین سے زیادہ اس کی شمائل سے بنتی ہے، آپ دھیرج رکھیے۔''

''نہیں، بڑے ہو کر بچوں کے رجحان بدل جاتے ہیں، میں فی الحال ایسا کچھ نہیں چاہتی۔'' زین کے رشتے کے بعد جیسے ان کا یقین ڈھل گیا۔

''ہماری بیٹی کا نصیب خدا نے بہت اچھا لکھا ہے روبینہ بیگم، آپ خوامخواہ خود کو بے کار کی سوچوں سے ہلکان مت کریں۔'' وہ دھیرے سے مسکرائے اور دور کھڑی تقدیر ان کی معصومیت پر مسکرائی۔

☆☆☆

زین کو شکاگو ایک سافٹ ویئر ڈویلپمنٹ کمپنی میں بطور انجینئر جاب مل گئی، سہولیات و مراعات شاندار تھیں لہٰذا زین اس پر کشش آفر کو ٹھکرانا نہیں چاہتا تھا عید کے چند دن بعد اس کی فلائٹ تھی۔

تائی اماں نے سنا تو پہلے پہل راضی نہ ہوئیں لیکن پھر اس شرط پر مان گئیں، کہ جانے سے پہلے وہ منگنی یا نکاح کرے گا سو اسے ہاں کرتے ہی بنی، چنانچہ تائی اماں آج کل بہو کی تلاش میں سرگرداں تھیں اور چند دن کی کڑی محنت کے بعد علینہ طارق ان کی نظروں میں بہو کے طور پر سما گئی، اپنے طور پر تسلی کر لینے کے بعد انہوں نے علینہ کا ہاتھ زین کے لئے مانگ لیا، کچھ پس و پیش کے بعد انہوں نے رشتہ قبول کر لیا اور آج وہ منگنی کی تاریخ مقرر کر آئے تھے، عید کی شام کو سلیم ہاؤس میں منگنی کی تقریب ہونا طے پایا، علینہ ایک پڑھی لکھی خوبصورت لڑکی تھی، تائی امی کے ساتھ چاچو اور چچی کو بھی وہ خوب بھائی، تائی امی جلد از جلد بیٹے کے سر پر سہرے کی لڑیاں سجانے کے خواہاں تھیں، تایا ابو کی وفات کے بعد تائی اماں پہلی بار اس قدر خوش نظر آ رہی تھیں اور

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

باقی اہل خانہ اپنی خواہشات دل میں دبائے ان کی خوشی میں خوش تھے۔

☆☆☆

زندگی میں پہلی بار اسے اپنے بستر پر نیند نہیں آرہی تھی، ایک ہی جملہ ساعتوں میں گردش کر رہا تھا ''زین اور انا کی شادی'' اور زین کے نام پر دل کیسا ان چھوا سا احساس چٹکیاں بھر رہا تھا وہ سمجھنے سے قاصر تھی، لیکن جو بھی تھا خوبصورت تھا انوکھا، لبوں پر مسکراہٹ بکھیرتا، اس کے نوخیز وجود میں زین کے لمس کی حدت و تپش بھرتا، اس کے احساس سے عناب کے وجود کو آباد کرتا۔

تاحد نگاہ خواب تھے، زین تھا اور درمیان میں وہ خوابوں کی شہزادی بنی کھڑی تھی یہ جانے بغیر کہ خواب الجھاتے ہیں، ایسی عمارت تعمیر کرتے ہیں جس کی بنیاد ہی نہیں ہوتی حقیقت سے گمراہی کا خوابیدہ راستے ہوتے ہیں اور کچھ بھی نہیں۔

☆☆☆

گھر میں زین کی منگنی کی تیاریاں زور و شور سے جاری تھیں نفیسہ خاتون اور روبینہ کے آئے روز بازار کے چکر لگ رہے تھے، چچی جان انتہائی دلجمعی اور خلوص سے ہر تیاری میں پیش پیش تھیں۔

''تم بتاؤ یہ لہنگا کیسا ہے، علینہ پر سوٹ کرے گا نا؟'' وہ جو چاروں طرف بکھرے شاپنگ بیگز دیکھ رہی تھی، چونک کر ڈل گولڈ اور آف وائٹ کے ساتھ گرین امتزاج کے جدید طرز کے لہنگے کی طرف متوجہ ہوئی، اس کی لانگ شرٹ تھی اور درمیان سے اوپن تھی نیچے کھلا گھیر دار لہنگا تھا۔

دوپٹہ بھی خوب بڑا، نہایت دیدہ زیب اور نفیس کام کا حامل تھا۔

''اس سے کیا پوچھ رہی ہیں امی، خود تو اس نے کبھی تھری پیس سوٹ پہنا نہیں، شلوار کوئی اور قمیض کوئی اور، کبھی جینز کے ساتھ میری شرٹ یا اپنی کوئی اونگی بونگی قمیض اٹھا کر پہن لیتی ہے، ایسی ماسٹر پیس بن کر گھومتی ہے کہ ماسیوں کو بھی مات دے دے۔''

اس کے کچھ کہنے سے قبل ہی شمائل نے بات اچک لی اور بے لاگ تبصرہ جھاڑا، آج سے پہلے اس نے شمائل کے اس طرح کے مذاق کان پر سے مکھی کی طرح اڑائے تھے، مگر آج نجانے کیوں دل یاسیت اور سراسیمگی سے گھرا تھا۔

''خود کو پرنس آف ویلز سمجھتے ہو کیا، شکل دیکھی ہے آئینے میں، لنگور بھی تم سے دس گنا بہتر ہوگا۔'' جواب تو ہمیشہ کی طرح کرارا ہی تھا لیکن آنکھوں کی نمی نئی تھی۔

''کب بڑے ہوں گے تم دونوں۔'' تائی امی زیر لب بڑبڑائیں سامان سمیٹنے لگیں، جبکہ انا برآمدے میں بچھے تخت پوش پر آکر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئی، نظریں سامنے لان میں لگے نیم کے درخت پر پھدکتی چڑیوں پر تھی۔

''کیا ہوا ہے تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔'' شمائل بھی اس کے پیچھے تھا باقاعدہ پیشانی چھو کر تسلی کرنا چاہی۔

''کیوں مجھے کیا ہوا ہے؟'' تیوری چڑھا کر بولی۔

''تو پھر آنکھیں نم کیوں ہیں؟''

''پتہ نہیں شاید انفیکشن ہو گیا ہے اسی لئے صبح سے پانی بہہ رہا ہے۔'' وہ صاف مکری۔

''اچھا تو تم اب جھوٹ بھی بولنے لگی ہو۔'' شمائل نے فوراً جھوٹ پکڑا۔

''اچھا بابا بتاتی ہوں، ساری رات نیند نہیں آئی اس لئے طبیعت بوجھل ہے۔'' اس نے ہتھیار ڈالے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''سوئی کیوں نہیں؟''
''پتہ نہیں، بس ایسے ہی۔''
''نیند نہیں آئی اور وجہ بھی نہیں پتہ۔'' کسی ماہر امراض کی طرح سوچتے ہوئے اس نے جملہ دہرایا۔
''یہ علامت تو محبت کے مرض کی ہیں محترمہ۔'' اس کے کان کے قریب چہرہ لا کر اس نے آنکھ دبا کر شرارت سے کہا تو وہ بے ساختہ اچھلی۔
''اچھا...... لیکن تمہیں یہ سب کیسے پتہ؟'' وہ من وعن اس کی تشخص پر ایمان لے آئی۔
''میں نے سنا ہے اکثر پیار ہونے کی پہلی نشانی نیند کا اڑنا ہی بتایا جاتا ہے، خیر میرا اندازہ تمہارے معاملے میں سو فیصد غلط ہے۔''
''کیوں؟'' وہ حیرت سے بولی، صدمے سے گنگ۔
''تم تو اندر سے باہر تک جلاد قسم کی لڑکی ہو، بلکہ لڑکیوں والی کوئی ادا تو تم میں ہے ہی نہیں، ہر وقت لڑنے مرنے کو تیار رہتی ہو۔'' مسکراہٹ دبائے وہ سنجیدگی سے بولا تو اس قدر کھلی بے عزتی پر اس کا رہا سہا ضبط چھلک گیا۔
''اب ایک لفظ اور کہا تو میں تمہارا خون پی جاؤں گی۔'' خونخوار تیور لئے وہ اب کسی رعایت کے موڈ میں نہ تھی۔
''یہی تو میں تمہیں سمجھا رہا ہوں کہ تم ڈائن، چڑیل، جلاد سب کچھ ہو سکتی ہو لیکن ایک لڑکی ہرگز نہیں۔''
''شمائل کے بچے۔'' وہ جوابی کارروائی کے لئے کوئی چیز تلاشنے لگی، کچھ نہ ملا تو سامنے پڑی چپل اٹھا کر داخلی دروازے کے کمرے کی دہلیز پر دانتوں کی نمائش لگائے شمائل پر چلائی مگر اس کے نشانے سے قبل ہی وہ کمال پھرتی سے اندر گھس گیا اور اسی لمحے زین کمرے سے برآمد ہوا اور چپل سیدھی اس کی پیشانی سے ٹکرائی۔
''اف۔'' آنکھیں بند کر کے انا نے ہاتھ سر پر مارا، اب تو ڈانٹ پکی تھی۔
زین نے پہلے پیشانی سہلائی پھر برآمدے میں اس ہستی کو تلاشا جس نے یہ وار دات سر انجام دی تھی اور وہ دور ہی سے اسے تخت پوش کے نیچے چھپی نظر آ گئی۔
''عناب باہر آؤ۔'' وہ قریب آ کر بولا، مارے اشتعال کے اس کی رگیں پھول کر تن گئیں، غصہ کی وجہ وہ عمل تھا جو عناب نے اپنایا۔
''نہیں آپ مجھے ماریں گے۔'' وہ وہیں سے بولی۔
''اگر باہر نہیں آئی تو واقعی ماروں گا۔'' مٹھیاں بھینچتا وہ ضبط کے آخری دھانے پر کھڑا تھا، اس کا بس نہیں چل رہا تھا عناب کی گردن مروڑ دے۔
''یہ سب کیا تھا؟'' وہ یقیناً چپل اٹھا کر مارنے کے عمل کے بارے میں استفسار کر رہا تھا۔
''وہ شمائل مجھے تنگ کر رہا تھا تو......'' آنکھیں جھکائے وہ منمنائی۔
''شٹ اپ، جسٹ شٹ اپ، کچھ بھی ہو یہ طریقہ کار قطعاً قابل قبول نہیں، مہذب لوگ اس طرح بات نہیں کرتے، کس بات کی سزا دے رہی ہو، کبھی تو پرسکون رہنے دو، ہر وقت اول فول حرکتیں کر کے آگ میں جھونک کر جلاتی ہو، تہذیب تو نام کو نہیں، لڑکی ہو اس بات کی سمجھو، محسوس کرو، یہ اوچھی، چھچھوری اور تھرڈ کلاس حرکتیں چھوڑ دو، اگر نہیں چھوڑ سکتی تو ایٹ لیسٹ میری نظروں سے اوجھل رہا کرو تمہاری اوٹ پٹانگ حرکتیں اور اول جلول حلیہ میں تو ہرگز برداشت نہیں کر سکتا۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس کی نگاہیں گرم اور شعلہ بار تھیں، لفظ سخت تھے دانت یوں پیس رہا تھا جیسے دانتوں تلے عناب کا وجود ہو، جسے وہ چبانا چاہتا ہو اس کا بس چلتا تو انا کی ہڈی پسلی ایک کر دیتا، تمام لحاظ بالائے طاق رکھ کر وہ اپنے دل کی بھڑاس نکال کر جا چکا تھا، وہ نظریں جھکائے سپاٹ چہرہ لئے کھڑی تھی، مگر ضبط کے باوجود آنسو ٹپ ٹپ گرتے دامن بھگو رہے تھے، جب وہ ہر احساس سے عاری تھی تو بھلا آنسو کیوں بہہ رہے تھے۔

☆☆☆

آج پھر نیند روٹھی تھی، مگر وجہ اور احساسات الگ تھے، گزشتہ شب اس شخص کے تصور نے اسے سونے نہیں دیا اور آج اس کے رہانت و ہتک میں لتھڑے جملوں کی مار نے اسے اذیت کے بستر پہ رگیدا، اس نے عناب کی ذات کے بخیے ادھیڑ کر گویا اس کو زندگی کے ہر فعل میں ناکام اور بدسلیقہ ثابت کرنے کے ساتھ ساتھ عناب کو خوب آئینہ دیکھایا، وہ اتنی حساس کبھی نہیں رہی تھی لیکن چند دنوں سے نہ جانے کیوں ہر بات محسوس کرنے لگی تھی۔

''میں کچھ محسوس نہیں کرنا چاہتی میں جیسی ہوں ویسی رہنا چاہتی ہوں، مجھے کسی کی رائے سے کوئی فرق نہیں پڑتا، پلیز یا رب مجھے محسوسات سے عاری پہلے جیسی لاپرواہ بنا دیجئے، یہ سب بہت تکلیف دہ ہے، میں اس تکلیف میں نہیں جینا چاہتی۔'' وہ خدا کے حضور گڑگڑا رہی تھی، مگر آنکھوں سے سیل رواں تھا اور دل درد کے بوجھ سے بوجھل۔

☆☆☆

''زین کیا تم آج فری ہو بیٹا؟''

''کیوں کوئی کام تھا؟'' سحری کے دوران ہاٹ پاٹ سے پراٹھا نکالتے ہوئے اس نے دریافت کیا۔

''ہاں بیٹا، میں نے علینہ کے لئے منگنی کا جوڑا اور باقی تمام سامان کی تیاری مکمل کر لی ہے، تم آفس جاتے ہوئے دے دینا۔''

''امی آپ خود دے آئیں نا۔'' وہ جھجک کر بولا۔

''برخوردار لڑکے تو اپنے سسرال جانے کے بہانے تلاشتے ہیں اور تم پہلو تہی برت رہے ہو۔'' چاچو نے اسے چھیڑا تو تمام جملہ افراد کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

''چاچو آپ بھی شروع ہو گئے۔'' وہ جھینپ کر بولا۔

عناب کا نجانے کیوں دل گھبرانے لگا اس کے دل میں ہیجان عذاب کی طرح اترنے لگا اس نے دہی کا پیالہ سرکایا اور ڈائننگ چیئر پیچھے دھکیلتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

''کیا ہوا انا یوں سحری ادھوری چھوڑ کر کہاں جا رہی ہو؟'' چچی کے پکارنے پر تائی امی، شمائل اور چاچو سمیت زین بھی لمحہ بھر کو اس کی سمت متوجہ ہوا، اس کی آنکھیں سوجی تھیں اور لال لال سی تھیں۔

''نہیں امی بس موڈ نہیں۔'' وہ مختصراً کہہ کر پلٹ گئی، چچی محض اس کی پشت گھور کر رہ گئیں۔

☆☆☆

آج آخری روزہ تھا جیسے جیسے منگنی کا وقت قریب آ رہا تھا ان کی وحشتوں میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا، قدرے تپتی دوپہر کو وہ لان میں بیٹھی گیلی مٹی کے گروندے کبھی بنا لیتی اور کبھی توڑ دیتی، تائی امی اور چچی آرام کرنے کو لیٹی تھیں، مرد حضرات کو تین بجے تک آنا تھا، شمائل اپنے کسی دوست کی طرف گیا تھا، وہ تنہا لان میں بیٹھی تھی۔

''تم اتنی دوپہر میں یہاں کیا کر رہی ہو؟''

ڈوپلی کیٹ کی سے لاک کھول کر اندر آتے شمائل

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کی نظر سب سے پہلے لان میں دوزانو بیٹھی عناب پر پڑی، جواباً وہ اپنے کام میں مشغول رہی۔

''پہلے کیا کم ستیاناس کیا ہے اپنے کلر کا تم نے، اب کیا بینگن بننے کا ارادہ ہے، کل عید پلس بھائی کی منگنی ہے، باقی لڑکیوں کی طرح مہندی، جیولری، میک اپ کی فکر کرنے کی بجائے بے نیازی سے یہاں بیٹھی اپنا رنگ اور میرا دل جلا رہی ہو۔'' اس کے دونوں ہاتھ تھام کر اس نے عناب کو اپنی سمت متوجہ کیا اور ازلی دوستانہ انداز میں بولا، اس کا پورا وجود پسینے سے شرابور تھا، چہرہ پانی سے تر بہتر تھا اور بدن یوں تپ رہا تھا جیسے آگ میں جھلسا تھا جس سے ثابت ہوتا تھا کہ وہ کافی دیر سے یہاں بیٹھی تھی۔

''کیا فرق پڑتا ہے۔'' خشک لبوں پر زبان پھیر کر وہ بے دردی سے بولی۔

''اے انا! لڑکی مت بنا یار، روتی تو لڑکیاں ہیں، تم تو پوری برابری سے مجھ سے پنگے لیتی، اینٹ کا جواب پتھر سے دیتی اچھی لگتی ہو، تم لڑکی بن گئی تو میں بہت اچھا ایک دوست کھو دوں گا۔'' اس کی آنکھوں سے آنسو نکلتے دیکھ کر وہ دھیرے سے بولا۔

وہ گرمی کی شدت سے بے نیاز اس کے ساتھ تپتی دوپہر میں بیٹھا تھا اس کے ہاتھ تو مٹی سے لتھڑے تھے اس کے باوجود شمائل نے تھام رکھے تھے، بھلا وہ بھائی جیسے دوست کے خلوص پر شک کر سکتی تھی، اس کا دل کچھ اور بھر آیا۔

''شمائل چاہے ساری دنیا مجھ سے نفرت کرے، چاہے میں جیسی بھی ہو تم مجھ سے نفرت مت کرنا میں ایک بھائی اور دوست کا رشتہ کبھی نہیں کھونا چاہتی۔'' اس کے شانے پر سر ٹکا کر وہ سسکی تو شمائل کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے، وہ بھلا کب سے باتوں کو سنجیدگی سے لینے لگی تھی وہ تو زندہ دل اور باتوں کو چٹکیوں میں اڑانے والی تھی، اسے تکلیف میں دیکھ کر شمائل کا پہلو میں دھڑا دل جیسے کسی نے مٹھی میں بھینچ لیا، نجانے کس کی بات کو وہ اتنا دل سے لگا بیٹھی تھی۔

''پاگل مت بنو، کوئی تم سے نفرت نہیں کرتا، چلو اٹھو اندر چلو شاباش۔'' اس کے بال سہلاتے ہوئے اس نے تسلی دی مگر اس کا دل تو جیسے منوں مٹی تلے دفن ہوتا زندگی کا احساس کھو رہا تھا۔

☆☆☆

ہر سال تائی امی عناب کو عید پر ڈھیروں تحفے خرید کر دیتیں، مگر اس برس تو انہیں جیسے کچھ یاد ہی نہ تھا، غیر شعوری طور پر وہ ان کی منتظر تھی مگر وہ تو مکمل طور پر اسے فراموش کیے تھیں۔

چچی نے اس کے لیے ڈھیروں ڈھیر شاپنگ کی، آخر وہ ان کی اکلوتی اولاد تھیں مگر ان چیزوں میں اسے رتی برابر بھی دلچسپی نہ تھی، آخری روزہ بھی افطار ہو گیا، عید کے اعلان کی صدائیں بلند ہونے لگیں، اس کی امید کا آخری جگنو آخری روزے کے ساتھ ہی ٹمٹما کر بجھ گیا۔

''اس دفعہ میں اپنی بیٹی کے لیے کچھ نہیں لے پائی، میری انا مجھ سے ناراض تو نہیں۔'' وہ چاند دیکھنے چھت پر جا رہی تھی جب تائی امی نے اسے پکار لیا۔

''نہیں تو تائی امی، بہت کچھ ہے میرے پاس۔'' وہ بدقت تمام مسکرائی۔

''میری بیٹی اتنی خاموش کیوں ہے آج کل۔'' صبح کے لیے کپڑے پریس کرتی چچی بھی سوئچ بند کر کے آ بیٹھیں، کچھ دنوں سے وہ جیسے سب کچھ بھول گئی تھی، اس کی باتیں، شرارتیں، ہنسنا، بولنا، سب ماند پڑ گیا، چچی محسوس تو کر رہی تھیں مگر خاموش رہیں۔

''ایسا کچھ نہیں۔'' اس نے تردید کی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''زین دس ہزار دینا بیٹا۔'' خاموشی سے چینل سرچ کرتے زین کو تائی امی نے پکارا تو اس نے دس ہزار والٹ سے نکال کر انہیں تھمائے، توجہ کے ارتکاز ایک بار پھر ٹی وی کی سمت مبذول ہو گئے۔

''یہ لو اپنی مرضی سے جو جی چاہے زین یا شائل کے ساتھ جا کر لے آؤ۔'' تائی امی نے محبت سے اس کا چہرہ چھوا۔

''آپ امی کو دے دیں مجھے ضرورت ہو گی تو میں ان سے لے لوں گی۔'' حلق میں پھیلتے نا قابل برداشت اور نا سمجھ آنے والے درد کو دبائی وہ جلدی سے بولی اور تیزی سے چھت پر چلی گئی۔

''اسے کیا ہو گیا، اچانک اتنی اکھڑی اکھڑی کیوں لگ رہی ہے، اس سال زین کی منگنی کی وجہ سے میں اس پر توجہ نہیں دے پائی ورانہ تو پہلے روزے سے اختتام تک بس اسی کی تیاریاں چلتی ہیں شاید اسی لئے دلبرداشتہ ہو گئی ہے۔'' تائی امی نے تاسف سے خود ہی قیاس آرائی کی۔

''امی بس کریں اتنی حساس وہ ہے تو نہیں، بہر حال آپ پریشان نہ ہوں میں دیکھتا ہوں اسے۔'' کہتا ہوا وہ بھی اس کے پیچھے سیڑھیاں چڑھ گیا۔

☆☆☆

جس دن سے اس نے عناب کو ڈانٹا تھا تب سے زین کا بہت کم اس سے سامنا ہوا تھا، شاید اس کی باتوں کو وہ کچھ زیادہ ہی سنجیدگی سے لے گئی، وہ چھت پر پہنچا تو انا جھولے پر بیٹھی تھی جو اس کی پر زور فرمائش پر چاچو نے لگوایا تھا اس کی نظریں آسمان کے سینے میں محو سفر کمان کی شکل اختیار کیے ہلال عید پر تھیں، لیکن سوچ کے پنچھیوں کی پروازیں کہیں اور تھیں، وہ خاموشی سے جھولے پر بچی باقی خالی جگہ پر بیٹھ گیا، وہ چونک کر سیدھی ہوئی ایک نظر، اسے دیکھا پھر چہرہ جھکا کر انگلیاں چٹخانے لگی، زین کو اس وقت وہ بہت سمجھ دار سنجیدہ اور میچور لگی۔

''کیا تم امی سے ناراض ہو؟'' اس جذبے چراتی خاموشی کو زین کی بھاری آواز نے توڑا۔

''اوں ہوں۔'' اس نے نفی میں سر ہلایا۔

''تو پھر شاید مجھ سے۔'' پہلے حیرت کے بے پناہ احساس سے اس کے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا جو حیرت سے فرصت ملی تو جواب دیا۔

''ہمارے درمیان اتنی بے تکلفی ہے کہ میں آپ سے ناراض ہو جاؤں۔''

بھلا زین عباس کب سے اس کے نخروں کی پرواہ کرنے لگا، حیران ہونا ایک فطری عمل تھا، جس کا اظہار اس نے جی بھر کر کیا۔

''گڈ آنسر، پھر پیسے کیوں نہیں لئے وہ تمہاری پیشگی عیدی تھی۔''

''بس ایسے ہی۔'' اسے دیکھ کر نجانے کیوں وہ مسکرائی۔

اسے زین کا پاس بیٹھنا اچھا لگ رہا تھا وہ اس کے قریب تھا، اس قدر قریب کہ وہ ہاتھ بڑھا کر اس کے نقش چرا سکتی تھی، فان کلر کی شرٹ میں ملبوس بکھرے بالوں اور موڑے ہوئے کفوں میں وہ بے حد خوبرو اور قیامت خیز جاذبیت کا حامل لگ رہا تھا۔

''تو چلو پھر آج تمہیں اور شائل کو ڈھیر ساری شاپنگ کرواتا ہوں اس کے علاوہ ڈنر اور آئس کریم کی آفر بھی ہے۔'' زندگی میں شاید پہلی بار وہ عناب سے نارمل انداز میں مخاطب تھا، آج کی خوشی کے پیچھے یقیناً اس کی زندگی میں ہونے والی تبدیلی کارفرما تھی، فطری طور پر وہ خوش تھا، جس کا اظہار اس کے عناب کے ساتھ نرم رویے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.paksociety.com

اور بات بے بات مسکراتے لبوں سے ہو رہا تھا۔
''چلیں۔'' اسے خود کو مسلسل گھورتا پا کر اس نے کہا اور پھر اس کا ہاتھ تھاما، ایک بار پھر عجیب سا احساس ہلچل مچانے لگا یہ دوسری بار تھا، پہلی بار اس نے نظر انداز کر دیا لیکن اس بار، اس نے جو محسوس کیا وہ سوچ کر لمحے اس کے لئے تھم گئے۔
''زین بھائی آپ سے ایک بات پوچھوں۔'' اپنا ہاتھ چھڑا کر وہ دھیرے سے بولی۔
''ہوں بولو۔''
''کیا آپ کو علینہ بہت اچھی لگتی ہے۔''
''واٹ، یہاں علینہ کا کیا ذکر۔'' اس نے ٹھٹک کر پوچھا اور جھولے سے اٹھ گیا۔
''کیا میں آپ کو اچھی نہیں لگتی؟'' وہ دھیرے دھیرے اس سے دور جا رہا تھا، عناب کو لگا وہ زندگی میں بھی یوں ہی اس سے دور چلا جائے گا اور وہ کچھ نہیں کر پائے گی، یہ خیال ہی اس کے لئے سوہان روح تھا۔
''تمہیں کیا ہو گیا عناب، اتنی بے تکی باتیں کیوں کر رہی ہو۔'' وہ سخت عاجز آ کر بولا۔
''میری ایک بات مانیں گے؟''
''کون سی بات؟''
''آپ علینہ سے شادی مت کریں۔''
''کیوں اب اس میں تمہیں کیا برائی نظر آتی ہے۔'' وہ ذرا اکھڑ کر بولا۔
''بس میں آپ کو کسی اور کے ساتھ نہیں دیکھ سکتی۔''
''پھر کس کے ساتھ دیکھنا چاہتی ہو۔'' وہ اس کی عدم تحفظ کی شکار اور وحشت زدہ آنکھوں میں جھانک کر بولا۔
''اپنے ساتھ۔'' اس نے گویا دھماکہ کیا زین کو لگا جیسے اس کے پرخچے اڑ گئے ہوں عناب سے ہر طرح کی حماقت کی امید کی جا سکتی تھی مگر ایسی نامعقول بات وہ پتھرا کر رہ گیا وہ ایسی بات سوچ بھی کیسے سکتی تھی کجا کہ اس کے منہ پر اظہار کرنا۔

''اب کوئی ڈرامے بازی نہیں چلے گی عناب، میں تمہارا مزید کوئی تماشہ افورڈ نہیں کر سکتا۔'' تیکھے چتون تن گئے، لہجے سے تمام نرمی مفقود تھی۔
''یہ ڈرامہ نہیں میری محبت ہے، آپ مجھے اچھے لگتے ہیں، آپ کے بارے میں سوچنا آپ کے خواب دیکھنا، آپ کی موجودگی مجھے اچھی لگتی ہے، مجھے رات کو نیند نہیں آتی اور شائل کہتا ہے جب نیند نہ آئے تو پیار ہو جاتا ہے۔'' وہ اس کے سامنے آ کر بڑی تفصیل سے وضاحت پیش کر رہی تھیں جبکہ زین کا دماغ گھوم گیا، ایک چودہ سال کی لڑکی کے منہ سے عشق محبت کی باتیں اسے بالکل اچھی نہیں لگ رہی تھیں اور اس بار اس کا ہاتھ نہیں رکا، اس کا فولادی ہاتھ عناب کے چہرے پر نشان ثبت کرتا اس کے چودہ طبق روشن کر گیا۔
''آئندہ ایسی خرافات اپنے ذہن میں لانے کی کوشش بھی مت کرنا، تمہاری عمر پڑھنے لکھنے کی ہے ان باتوں کے لئے ابھی تم بہت چھوٹی ہو۔'' اپنی بات کہہ کر وہ رکا نہیں سیڑھیاں اترتا نیچے چلا گیا۔
عناب رخسار پر ہاتھ رکھے تو اتر سے بہنے والے آنسوؤں کو روک نہیں پائی، وہ بھلا اس قابل کہاں تھی کہ دل میں شور مچاتے اس شوریدہ سری سے بھرپور جذبے کو سینت سینت کر رکھ پاتی یا ٹھکرائے جانے کی اذیت کو سمجھ پاتی، اسے تو بس اتنا پتہ تھا کہ وہ زین عباس کے بغیر جینے کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

☆☆☆

اگلا دن عید کا تھا، مگر وہ منہ سر لپیٹے پڑی رہی، شائل اور چچی کے ساتھ ساتھ باقی تمام افراد نے بھی گاہے بگاہے اسے اٹھانے تیار ہونے اور کھانا کھلانے کی کوشش کی مگر اس نے کسی کی نہ مانی اور باقاعدہ دروازہ لاک کر کے اندر گم ہوگئی۔

چچی اس کی ہٹ دھرمی پر کڑھتی باقی تمام افراد کے ساتھ منگنی کے انتظامات میں مصروف تھیں، بڑی خاموشی سے وقت دن کے پہر من سے نکل کر شب کی تاریکیوں میں ڈھل گیا، وہ کاٹن کے سادہ سلے سوٹ میں ملبوس سوگ ماتم بچھائے بیٹھی تھی دل تھا کہ بے قرار، اضطراب اور بے چینی سے بھرا، زین کو ایک بار دیکھنے کی خواہش نے زور پکڑا تو دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اسے کمرے سے باہر نکلنا ہی پڑا، وہ اپنے کمرے میں تیار ہو رہا تھا، وہ دہلیز پر آ کر رک گئی، آف وائٹ اور میرون شیروانی زیب تن کیے وہ ساحر بے حد جاذب اور خوبصورت لگ رہا تھا۔

''تم یہاں کیا کر رہی ہو؟'' اسے عین دہلیز پر کھڑے دیکھ کر وہ تیوری چڑھا کر بولا۔

''مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔''

''لیکن میں فی الحال کوئی بے وقوفانہ گفتگو سننے کے موڈ میں نہیں ہوں۔'' وہ دبے دبے غصے سے چلایا۔

''میں نے خود کو بہت سمجھانے کی کوشش کی مگر میرا دل کوئی تاویل سننے کو راضی نہیں۔'' موٹے موٹے آنسو نکال کر وہ گلوگیر آواز میں بولی۔

''تمہاری بکواس ختم ہوگئی ہو تو ہٹو راستے سے مجھے باہر جانا ہے۔'' وہ جھنجھلایا۔

''نہیں میں آپ کو کسی اور کا نہیں ہونے دوں گی۔'' وہ بری طرح تپا۔

''یہ کیسا بچپنا ہے عناب! تم خود نہیں جانتی تم کیا کر رہی ہو۔''

''مجھے پتہ ہے بس میں آپ کو نہیں جانے دوں گی۔'' مصالحت کی تمام کوششیں بیکار گئیں وہ جارحانہ تیور لئے اس کی سمت بڑھا۔

''تم سے کسی اچھی بات کی امید رکھنا ویسے ہی عبث ہے، مگر تم اتنی گری ہوئی حرکت کرو گی مجھے امید نہیں تھی، لیکن مجھے معلوم ہونا چاہیے تم کچھ بھی کر سکتی ہو اور ویسے بھی جیسی تمہاری شخصیت ہے میں کیا دنیا کا کوئی بھی مرد تمہاری خواہش نہیں کرے گا۔''

''دنیا کے کسی مرد کی خواہش مجھے ہے بھی نہیں مجھے بس آپ چاہئیں۔'' اس نے دروازہ لاک کرتے ہوئے کہا تو زین کا ضبط چھلک گیا، اس پر جیسے جنونیت کا دورہ پڑ گیا، ایک لمحے میں اس نے عناب کے چہرے پر تھپڑوں کی بارش کر دی، وہ چند لمحے بے حس وحرکت اسے دیکھتی رہی پھر درمیان میں موجود ایک قدم کا فاصلہ بھی مٹا۔

''مت کریں مجھ سے ایسا سلوک، آپ کے تھپڑ میرے چہرے پر نہیں میرے دل پر پڑتے ہیں۔'' اس سے لپٹی وہ روتے ہوئے سسکتے ہوئے کہہ رہی تھی، زین گڑبڑا کر رہ گیا، وہ نہیں جانتی تھی اس طرح کی حرکتیں کر کے وہ مزید اس کی نظروں سے گرتی جا رہی تھی۔

''ڈونٹ کراس یور لمٹس، تم مر بھی جاؤ تو آئی ڈونٹ کیئر۔'' اسے پرے دھکیل کر وہ لاک کھول کر نکل گیا، اس کے پورے وجود سے جیسے آگ کی لپٹیں نکل رہی تھیں اس کی آنکھوں میں دہکتے شعلے انا کو جلا کر خاکستر کر دینا چاہتے تھے، اس کا بس چلتا تو اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا چار تھپڑوں سے بھلا کہاں دل کو راحت نصیب ہوتی تھی، مگر اس کی نااہلی اور بچپنے کے سبب وہ اپنی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

شخصیت مسمار نہیں کر سکتا تھا، عناب کو اپنی عزت وقار کی پرواہ نہیں تھی بہر حال زین کو تھی لہٰذا ایک لمحہ ضائع کیے بغیر اس کے آنسو، اس کے سسکیاں، احتجاج اور جذبات کو نظر انداز کرتا وہ عناب کو چھوڑ کر جا چکا تھا۔

☆☆☆

جب تک وہ لان میں لگے اسٹیج تک پہنچا علینہ اور اس کی فیملی آ چکی تھی، مدعو کیے گئے تمام عزیز و اقارب بھی آ چکے تھے، ان کی طرف سے دیئے گئے لہنگے میں علینہ خوب دمک رہی تھی، اسے دیکھ کر قدرتی طور پر اس کے شدید اشتعال پر جیسے اوس پڑ گئی، رشتہ دار لڑکیوں میں گھری علینہ کی سمت خود بخود ہی اس کے قدم بڑھ گئے۔

''انا کدھر ہے بیٹا۔'' تمام حاضرین محفل کی نظریں ان دونوں پر مرکوز تھیں جن کے لئے اس تقریب کا انعقاد کیا گیا تھا وہ انگوٹھیاں تھامے اس تقریب کو انجام دینے والے تھے، جب نفیسہ خاتون نے استفسار کیا۔

''وہ تو صبح سے اپنے کمرے میں بند ہے بھابھی، میں نے پوچھا بھی مگر آپ کو تو پتہ ہے کہ کس قدر موڈی ہے کچھ نہیں بتایا، اس کی ضد اور ہٹ دھرمی سے میں سخت عاجز ہوں۔''

''وہ سب تو ٹھیک ہے لیکن اب تو اسے لے کر آؤ، ایک ہی تو بیٹی ہے ہمارے گھر کی وہ بھی نہ ہو تو اچھا نہیں لگتا۔'' وہ ابھی انا کا تذکرہ کر ہی رہی تھیں کہ ستے ہوئے چہرے اور بکھرے بالوں سمیت، کل شام کے سلوٹ زدہ کپڑوں میں وہ برآمد ہوئی، مارے سبکی و رہانت کے چچی کا برا حال تھا، اس سے پہلے کہ چچی اس تک پہنچ کر اس کی کلاس لیتیں وہ دھیرے دھیرے چلتی زین تک پہنچ چکی تھی، اسے دیکھ کر زین بے ساختہ کھڑا ہوا، جس بات کا ڈر تھا وہی ہوا یقیناً وہ کوئی بڑا گیم کھیلنے والی تھی زین نے کوفت زدہ ہو کر سوچا۔

''آپ کو میرے جذبات کی سچائی پر اعتبار نہیں، آپ کو میرے ہونے نا ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا نا، تو مجھے آپ کے بغیر جینا ہی نہیں۔'' لان میں ایک دم سکوت در آیا، تمام لوگ دم سادھے عناب کی بات سن رہے تھے، جبکہ اس کے گھر والے شرم سے کٹتے زمین میں دفن ہونے کی بس جگہ چاہتے تھے، پھر کسی کو بھی کچھ سمجھنے کا موقع دیئے بغیر اس نے تیز دھار والا چھوٹا چاقو نکالا اور اپنی دونوں کلائیاں کاٹ لیں، یہ اس قدر غیر متوقع اور اچانک ہوا کہ زین سمیت باقی سب کو سانپ سونگھ گیا ہوش تو تب آیا جب وہ لڑکھڑا کر زمین بوس ہو گئی۔

''انا!'' چچی کی چیخ بڑی بے ساختہ تھی، سب سے پہلے زین کے دماغ نے کام کرنا شروع کیا، سب کچھ چھوڑ کر وہ انا کی سمت لپکا اسے بانہوں میں اٹھا کر گاڑی میں ڈالا، چاچو اور شمائل بھی ساتھ تھے۔

''شمائل تم چچی اور امی کو ساتھ لے کر آؤ، باقی سب کو معذرت کر کے گھر بھیجو۔'' گاڑی ریورس کرتے ہوئے اس نے تیزی سے ہدایت دی اور گاڑی ہاسپٹل کے راستے پر ڈال کر فل اسپیڈ پر چھوڑ دی، شمائل چچی کی سمت لپکا جو صدمے سے بے حال ساکت بیٹھی تھیں اور پھر تائی امی سے لپٹ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دیں۔

☆☆☆

اسے بے ہوشی میں کئی گھنٹے گزر چکے تھے، چچی تکیے کے قریب بیٹھی مختلف سورتوں کا ورد کر رہی تھیں، تائی امی بھی موجود تھیں، چاچو کسی گہری سوچ میں مستغرق کمرے میں موجود صوفے پر بیٹھے تھے: زین باہر لابی میں تھا شمائل میڈیکل اسٹور تک گیا تھا، عناب کو ہوش میں آتے دیکھ کر

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.paksociety.com

سب اس کی سمت لپکے۔

''انا! آنکھیں کھولو بیٹا۔'' تائی امی نے پکارا۔

''زین...... زین بھائی۔'' وہ دھیمی آواز میں اس کے نام کا ورد کر رہی تھی۔

''زین باہر ہے انا آپ کو اس سے کیا کہنا ہے۔'' چچی نے اس کی پیشانی چوم کر پوچھا، جس کی آنکھیں ابھی بھی بند تھیں، وہ نیم بے ہوشی میں تھی۔

''زین بھائی مجھ سے دور مت جائیں۔''

''آپ علینہ سے شادی مت کریں۔''

''میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی۔''

''میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں۔''

''میں مر جاؤں گی آپ کے بغیر۔''

ورد کرتی دائیں بائیں سر ہلاتی وہ مسلسل بڑبڑا رہی تھی، اس کی بڑبڑاہٹ سب نے بخوبی سنی اور ایک دوسرے سے نظریں چراتے منظر سے ہٹ گئے۔

☆☆☆

''یہ کسی طور کسی قیمت پر ممکن نہیں امی ''اٹس امپاسبل'' تائی امی کی بات سن کر اسے تو گویا پتنگے لگ گئے۔

''تم نے انا کی حالت دیکھی ہے زین، مر جائے گی وہ۔''

''مر جائے، بھاڑ میں جائے۔'' وہ بے لچک انداز میں بولا۔

''اور اگر چاچو، چچی نے آپ کو سفیر بنا کر بھیجا ہے تو انہیں بتا دیں کہ میں کوئی کھلونا نہیں ہوں جس پر ان کی لاڈلی کا دل آ گیا ہے اور اس کی خواہش پوری کرنا لازمی ہے، میں ایک جیتا جاگتا انسان ہوں جس کی اپنی مرضی ہے اس بار اس سے سمجھوتہ کرنا پڑے گا اسے سیکھنا ہو گا کہ ہر خواہش پوری ہونے کے لئے نہیں ہوتی۔''

''بیٹا اور بھائی صاحب نے مجھ سے کچھ نہیں کہا میں تو اپنے طور پر کوشش کر رہی ہوں۔''

''تو چھوڑ دیں یہ کوشش، وہ ایک چودہ سال کی ضدی گھمنڈی اور بد سلیقہ لڑکی ہے ساری زندگی اس کی حماقتوں پر کڑھتا رہوں یا اس کے بچپنے سے نکلنے کا انتظار کرتا رہوں، وہ دنیا کی آخری لڑکی ہوتی تب بھی میرا انتخاب نہ ٹھہرتی میں اسے ایک لمحہ برداشت نہیں کر سکتا جسے کھانے پینے سے لے کر پہننے اوڑھنے تک کا سلیقہ نہیں پڑھائی سے لے کر امور خانہ داری تک ہر میدان میں زیرو ہے پوری زندگی محض بربادی ہے امی میں ایک سوبر اور میچور شریک سفر کی خواہش رکھتا ہوں، جو گھر بنانا جانتی ہو جسے دیکھ کر مجھے زندگی خوبصورت لگے میرا دل سکون سے بھر جائے تاکہ جسے دیکھ کر میں کوئلے کی بھٹی میں جلنے لگوں اور یہ میرا معاشرتی حق ہے جسے مجھ سے کوئی نہیں چھین سکتا۔'' اس نے دوٹوک انکار کر دیا، اس کا حرف حرف درست تھا تائی امی بھلا کیسے اختلاف کرتیں۔

''میں کسی اور کے لئے اپنی زندگی برباد نہیں کر سکتا۔'' وہ مزید گویا ہوا۔

''وہ کسی اور نہیں زین، تمہارے چاچو کی بیٹی ہے۔''

''امی پلیز مجھے رشتوں کی بھینٹ مت چڑھایئے گا۔'' اس نے باقاعدہ ہاتھ جوڑے اور مزید کچھ کہے بغیر کمرے سے نکل گیا، ہاسپٹل سے ڈسچارج ہونے کے بعد اس نے رو رو کر سب کو بتایا کہ زین نے اسے مارا اور اپنی محبت کا بھی برملا اظہار کر دیا، چاچو اور چچی کے سمجھانے پر اس کا ردعمل شدید تھا، وہ کسی سے کچھ نہ کہتی، کئی کئی دن کھانے پینے کو ہاتھ نہ لگاتی یا خود کو نقصان

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

پہنچاتی، بیٹی کی خواہش اور اس کے حصول کے لئے ایسے طریقے پر چاچو اور چچی بے حد شرمسار تھے، بمشکل انا کو سنبھالتے لیکن تائی امی اور زین سے کوئی سوال نہ کیا، تائی امی نے اپنے طور پر زین کو منانے کی کوشش کی مگر اس کا انکار اقرار میں نہیں بدلا، علینہ نے منگنی ختم کر دی، نتیجتاً وہ کسی سے بھی ملے بغیر شکاگو روانہ ہو گیا، جہاں عید کے فوراً بعد اس کی جوائننگ تھی۔

☆☆☆

اسے دیکھتے ہی تائی امی کا موڈ آف ہو چکا تھا، برتنوں کو اٹھا کر بلاوجہ ہی ادھر ادھر پٹخنے لگیں، یہ ان کی بے زاری کا اظہار تھا۔

''آپ رہنے دیں تائی امی میں کھانا لگا دیتی ہوں۔''

''رہنے دو بی بی، جتنی گھر گھر ہستن تم ہو میں خوب جانتی ہوں۔'' زہر خند لہجے میں کہتیں کام میں مشغول ہو گئیں۔

''کچھ نہیں ہوگا تائی امی، میں آپ کا نیا ڈنر سیٹ نہیں توڑوں گی۔'' ان کی بات کا مفہوم سمجھ کر وہ آنسو پی کر بولی۔

''توڑنے میں تو تمہارا کوئی ثانی نہیں عناب، وہ چاہے گھر ہو یا کوئی چیز اور اب ضد یں باندھنا چھوڑ دو، یہاں تمہاری ماں لاڈ دیکھ سکتی ہے سسرال والے چوٹی سے پکڑ کر نکال دیں گے۔'' تائی امی کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اپنی زبان کی تلوار سے اسے کاٹ دیتیں، اس کا ضبط چھلک گیا وہ منہ پر ہاتھ رکھتی بھاگ گئی۔

زین کو گئے چار سال ہو گئے وہ جاتے سے کسی سے مل کر بھی نہیں گیا، کبھی کبھار فون کر لیتا، تائی امی کی آنکھیں اسے دیکھنے کو ترس گئیں ان کے دل میں ملال نہ جاتا ان کا بیٹا گھر سے دور محض عناب سے فرار حاصل کرنے پر دیس جا بیٹھا، ان کے رویئے میں تضاد خود بخود آ گیا، انہیں اس طویل جدائی کی ذمہ دار عناب دکھائی دیتی تھی، ان کا بس نہ چلتا اسے کہیں غائب کر کے اپنے بیٹے کو گھر لے آئیں۔

''جب اس زہر کی پڑیا کی شادی ہو جائے گی تو میں بھی واپس آ جاؤں گا۔'' تائی امی کے واپس بلانے پر وہ چڑ کر کہتا، تو وہ بری طرح جھنجھلا جاتیں ان کی کلپتی ممتا مزید بے سکون ہو جاتی۔

☆☆☆

وہ شمائل سے ایک سوال سمجھ رہی تھی جب تائی امی نے اچانک رجسٹر اس کی گود سے جھپٹا، وہ دونوں حق دق رہ گئے۔

''یہ پڑھائی کے بہانے کیا پٹیاں پڑھا رہی ہو میرے بیٹے کو، ایک کو تو سات سمندر دور مجھ سے بھیج دیا کہ اس کی شکل دیکھنے کو بھی ترس گئی ہوں، اب دوسرے کو بھی مجھ سے چھیننے کا ارادہ ہے۔''

''نہیں...... میں تو سوال......'' وہ ہکلائی۔

''سب سمجھتی ہوں میں، اپنے جوہر تو تم مجھے چودہ برس کی عمر میں ہی دکھا چکی ہو۔''

''امی پلیز۔'' شمائل نے انہیں روکنا چاہا۔

''بولو، کرو اس کی حمایت، یہی تو وہ چاہتی ہے۔''

''کیسی باتیں کر رہی ہیں امی، انا ایسی نہیں ہے۔''

''اب تم سمجھاؤ گے مجھے، دفع ہو جاؤ یہاں سے اور آئندہ مجھے اس لڑکی کے آس پاس بھی دکھائی مت دینا۔'' ان کا نشانہ اب شمائل تھا، تائی امی کے جلے کٹے جملوں کی تو اسے اب عادت ہو چکی تھی البتہ کرب و اذیت کا احساس ہر بار نیا تھا، اس میں بچپنا تھا وہ کھلنڈری تھی مگر اسے سوبر بنانے اور زندگی کے قریب لانے کا خوب انتظام

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کیا تھا قدرت نے وہ لمحہ بہ لمحہ درد سہتی راکھ بنتی جا رہی تھی۔
''اب جو رشتہ آیا ہے اس کے لئے ہاں کر دو عناب، تم جاؤ گی تو میں اپنے بیٹے کی شکل دیکھ پاؤں گی، اس کی واپسی تمہاری رخصتی سے مشروط ہے۔'' شمائل کے جانے کے بعد وہ اس مدعا پر آئیں، تو مارے استعجاب و حیرت سے اس کی زبان گنگ رہ گئی۔
''میں ابھی شادی کے بارے میں کیسے سوچ سکتی ہوں۔'' وہ بدقت تمام بولی۔
''کیوں چودہ برس کی عمر میں محبت کر سکتی ہو تو اب شادی کیوں نہیں۔'' تائی امی نے اس کی محبت کو اس کے لئے طعنہ بنا دیا، انہوں نے جیسے انگلی رکھ کر اس کا زخم دبایا، وہ درد سے زرد پڑ گئی، اس نے بغور تائی امی کو دیکھا وہ اس وقت ایک عورت تھیں نا اس کی تائی امی، وہ محض ایک ماں تھیں جن کا دل بیٹے سے جدائی پر بے قرار تھا، جو ہر رشتے سے بے نیاز دکھائی دیتی تھی۔
''آپ بے فکر رہیں تائی امی، آپ جیسا چاہتی ہیں ویسا ہی ہوگا، امی کی فکر مت کریں انہیں میں منالوں گی۔'' گلے میں اٹکتے کرب و اذیت کے پھندے میں جکڑتی وہ بمشکل بولی اور وہاں سے تیزی سے نکل گئی، رکنے کا کوئی جواز ہی نہ تھا۔

☆☆☆

تائی امی خوش تھیں بے حد خوش، خوشی و انبساط کی کرنیں ان کے چہرے سے پھوٹ رہی تھیں، آنکھیں بار بار نمی چرا رہی تھیں لب مسکراہٹ کا پیرہن اوڑھے تھے چھ سال بعد ان کا بیٹا لوٹا تھا ان کی مسرتوں کا کوئی شمار نہ تھا۔
''معاف کر دیں امی بلاوجہ کی ضد میں آ کر میں نے آپ کو اتنی تکلیف پہنچائی۔'' ان کی آنکھوں سے بہتے آنسو صاف کر کے وہ محبت سے بولا۔
''تو میرے سامنے ہے زین میرا ہر دکھ مٹ گیا۔'' فرط جذبات سے وہ سخت آبدیدہ تھیں۔
''شمائل کی واپسی کب تک ممکن ہے، اسے اتنی دور کیوں بھیج دیا امی، لاہور میں بھلا کم یونیورسٹیاں ہیں۔''
تائی امی نے زبردستی اس کا ایڈمیشن اسلام آباد اسلامک انٹرنیشنل یونیورسٹی میں کروا دیا، ارادہ محض اسے عناب سے دور رکھنا تھا مگر انجانے میں وہ اپنے دوسرے بیٹے کو بھی خود سے دور کر چکی تھیں۔
''بس اس کا شوق تھا اور واپسی تو اب عید پر ہی ہوگی ویسے بھی رمضان کی آمد آمد ہے۔'' آنسو پونچھتی وہ نظریں چرا گئیں۔
''تم آرام کرو زین بیٹے اتنے لمبے سفر سے آئے ہو تھک گئے ہو گے۔'' چچی نے محبت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو وہ بھی واقعی بے پناہ تھکاوٹ محسوس کرتے ہوئے اٹھ گیا۔
وہ صبح چار بجے لوٹا تھا اور پورے گھر میں عجیب سی رونق لگ گئی، اس طرح اچانک آ کر اس نے جیسے سلیم ہاؤس کی خوشیاں لوٹا دیں، گھر میں عجیب سی مسرت و شادمانی چھلک رہی تھی، تائی امی کی آنکھوں کا جیسے نور لوٹ آیا، تائی امی بار بار اس کا چہرہ چوم رہی تھیں، اسے چھو کر جیسے اس کی موجودگی کا یقین کر رہی تھیں، چاچو اور چچی بھی مطمئن لگ رہے تھے، صبح آٹھ بجے کے قریب وہ آرام کی غرض سے اپنے کمرے میں گیا تو محفل برخاست ہوئی، صد شکر کہ اس نے عناب کے بارے میں نہیں پوچھا، پوچھتا تو بھلا چچی کیا جواب دیتیں، لیکن وہ بھلا اس کی بابت استفسار کرتا بھی کیوں؟

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

☆☆☆

دو بجے تک سو کر زین اٹھا تو خود کو قدرے فریش اور پرسکون محسوس کر رہا تھا، اپنے گھر کی طمانیت اور سکون و محبت کو اس نے چھ سال بے حد مس کیا، بلاشبہ اس کے جانے کی وجہ عناب بنی تھی لیکن لمبے قیام کا سبب وہاں کی بے حد مصروفیت اور اس کی تیزی سے ہوتی ترقی تھی، آہستہ آہستہ وہاں گھڑی کی سوئیوں پر زندگی گزارتے لوگوں کے بیچ رہ کر عناب سے سرد جنگ خود بخود ختم ہو گئی، مشینی رفتار سے ڈھلتے شب و روز میں اس کا خیال بھی محو ہو گیا، اسے یاد تھا ڈیڑھ سال قبل امی نے اسے عناب کی شادی کے بارے میں بتا کر اسے آنے کے لئے کہا تھا اب تو شاید اس کا آٹھ ماہ کا بیٹا بھی تھا۔

وہ اس کے دل و دماغ میں کہیں نہیں تھی پھر بھی وہ اسی کو سوچتا ہوا نیچے چلا آیا، بھوک سے برا حال تھا اس نے پلین میں بھی کچھ نہیں کھایا تھا، پیشانی مسلتا وہ کچن میں داخل ہوا اور ڈائننگ چیئر گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

''امی پلیز ناشتہ بنا دیں۔'' دھانی آنچل لہرایا تو اس نے دیکھے بغیر کہا اور پھر بے دھیانی میں گردن موڑ کر دیکھا تو دم بخود رہ گیا، اس لڑکی نے بھی ٹھٹک کر آواز کے تعاقب میں نظریں اٹھائیں۔

سرخ و سفید رنگت، سرو قد، تیکھے نقوش اور سانچے میں ڈھلا وجود، وہ اپسرا خوبصورتی کی تفسیر تھی، رائل بلیو لمبی شفون کے نازک سے کپڑے کی گھیر دار فراک پہنے پنک کلر کا دوپٹہ شانوں پہ پھیلائے سلیقے سے گندھی چوٹی میں وہ کون تھی بھلا، اس کے ذہن نے سوال کیا پھر اس کی نگاہیں اس کے سراپے سے پھسلتی ہوئی اس کی آنکھوں پر ٹھہر گئیں، پرنم آنکھوں والی وہ کوئی اور نہ تھی، وہ تو عناب زہرا تھی، اس کی انگوری آنکھوں نے معمہ حل کر دیا، اس عناب اور چھ سال قبل کی عناب میں زمین آسمان کا فرق تھا، بس چند لمحے وہ ٹھٹکی اور پھر سنبھل کر تیزی سے کچن سے نکل گئی، لیکن اس کی غزالی آنکھوں میں پھیلتی نمی کی لکیریں زین سے چھپ نہ سکیں، زین کی حیرت کا کوئی انت نہ تھا، امریکہ کے ماڈرن شہر شکاگو میں وہ حسن و جمال کے کھلے ڈھلے مناظر دیکھ چکا تھا، مگر اس قدر بھرپور، معصوم اور جاذب حسن اس کی حیرت کا کوئی انت نہ تھا، حیرت یہ نہ تھی کہ وہ خوبصورت تھی حیرت تو اس بات پر تھی کہ وہ عناب زہرا تھی، وہ ایسی نزاکت اور قیامتوں کی حامل بھی ہو سکتی ہے وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

☆☆☆

''امی آپ نے مجھے عناب کے بارے میں نہیں بتایا۔'' رات کو وہ تائی امی سے پوچھ رہا تھا جواباً انہوں نے اسے یوں گھورا جیسے کہہ رہی ہوں تمہارے اس سے بڑے خوشگوار تعلقات تھے جو میں تمہیں بتاتی، زین بری طرح گڑبڑایا۔

''کیا بتاتی تمہاری واپسی کے لئے میں نے زبردستی اس کی اٹھارہ سال کی چھوٹی سی عمر میں شادی کروا دی اور پھر ڈیڑھ سال بعد ہی وہ کرم جلی تین ماہ کا شاہ میر گود میں اٹھائے بیوگی کی چادر اوڑھ کر ایک بار پھر اس دہلیز کی محتاج ہو گئی۔''

دل میں کہیں پچھتاوے کا بیج اگ آیا تھا، عناب کی جامد اور خاموش زندگی دیکھتیں تو ان کا دل کٹ جاتا، ابھی خود بچی تھی، جب اپنے آٹھ ماہ کے بچے کو بہلاتی تو تائی امی کو منہ چھپانے کو جگہ نہ ملتی، ابھی تو خود اس کے ہنسنے کھیلنے کے دن تھے اور وہ تمام زندگی جیسے جی چکی تھی، بیٹے کی محبت نے ان سے خوب ظلم کروایا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

عناب کی ویران زندگی انہیں لمحہ بہ لمحہ کچوکے لگاتی۔

ڈیڑھ سال قبل اس کی شادی اشعر سے ہو گئی، چچی کے سمجھانے کے باوجود اس نے شادی پر زور دیا کیونکہ تائی امی سے وعدہ کر چکی تھی، اشعر ایک خوش شکل، شوخ اور زندہ دل نوجوان تھا، اس کے سنگ انا جیسے ہر غم بھولنے لگی، تائی امی کے طعنے، زین کی جدائی مگر خوشیاں اس کے دامن میں زیادہ دن پناہ گزین نہ ہو سکیں، اشعر کو کینسر جیسے موذی مرض نے نگل لیا اور وہ بیوگی کی چادر اوڑھ کر ایک بار پھر سلیم ہاؤس آ گئی، مگر اس بار اس کی گود میں تین ماہ کا ننھا سا وجود تھا اس کا بیٹا، اس کا شاہ میر، اس کی کل کائنات، اس کے جینے کی وجہ ورنہ تو زندگی میں کچھ نہ بچا تھا۔

☆☆☆

''اچھا امی میں نکلتی ہوں۔'' رسٹ واچ باندھتے ہوئے اس نے چچی سے اجازت مانگی جو لیمن لان کے سوٹ میں ملبوس چمکتی دھوپ لگ رہی تھی، چچی نے بے ساختہ آیت الکرسی پڑھ کر پھونکی۔

''خدا تمہیں اپنی حفظ و امان میں رکھے میری جان۔''

اس وقت زین بھی آفس کے لئے نکل رہا تھا ایک ہی گھر میں رہنے کے باوجود وہ کئی کئی دن اس کے سامنے نہ آتی اور اس کی نگاہیں نجانے کیوں بس عناب کو ہی تلاشتیں۔

''اگر تم چاہو تو میں تمہیں ڈراپ کر دیتا ہوں۔'' ایک بھرپور نگاہ اس پر ڈال کر زین نے آفر کی۔

''تھینکس میں چلی جاؤں گی۔'' اس نے سختی سے پیش کش رد کی۔

''امی شاہ میر کو دیکھ لیجئے گا وہ بس اٹھنے ہی والا ہے۔'' بیٹے فکروں میں گھلتی وہ زین کو کس قدر بے گانی سی لگی۔

''میں دیکھ لوں گی انا، تم فکر مت کرو اور زین کے ساتھ ہی چلی جاؤ مجھے بھی اطمینان رہے گا۔'' چچی نے فکر مند ہو کر کہا تو محض آنکھیں دکھا کر رہ گئی۔

''امی پلیز مجھے کسی بات کے لئے مجبور مت کیجئے گا۔'' اس نے دہائی دی تو چچی خاموش ہو گئیں جبکہ زین بھی مزید کچھ کہے بغیر اپنی گاڑی کی سمت بڑھ گیا۔

☆☆☆

اس نے اور شمائل نے ایک ساتھ بی کام کیا تھا، اس کے بعد عناب کی تو شادی ہو گئی البتہ شمائل اسلامک انٹرنیشنل یونیورسٹی آف اسلام آباد سے ایم بی اے کر رہا تھا، ہر ویک اینڈ پر ان سے ملنے آتا تھا، وہ ایک مقامی بینک میں جاب کر رہی تھی، صبح نو سے دو بجے تک کی شفٹ پر وہ جاتی، باقی کا کام اس کی کولیگ اکیلی سنبھالتی، یہ بھی اس کے ایم ڈی کی اس پر خاص نظر کرم تھی وہ اس سے ہر لحاظ سے تعاون کرتے تھے جس پر وہ ان کی شکر گزار تھی، چاچو اور چچی تو اس کے جاب کرنے کے حق میں نہ تھے، لیکن وہ کسی پر بوجھ نہیں بننا چاہتی تھی لہٰذا چاچو کو اس کی ماننے ہی بنی، انہوں نے اپنے ذرائع استعمال کر کے اسے بینک میں سیٹ دلوا دی، عناب اچھا خاصا پڑھ چکی تھی اور اب نوکری کی شکل میں اپنی خدمات سرانجام دے رہی تھی یہ خوبی زین کے علم میں آئی تو وہ حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکا، وہ جب سے آیا تھا، عناب کی ذات اس کے لئے مسلسل حیرت کا موقع بنی تھی۔

☆☆☆

''امی شاہ میر کہاں ہے؟'' اسکارف کھول کر اس نے سائیڈ پر رکھا اور چچی سے پوچھا،

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

لاؤنج میں سب سے پہلے اسے شاہ میر ہی ملتا تھا لہٰذا آج اسے نا پا کر وہ حیران ہوئی۔

"وہ تو زین کے ساتھ پارک گیا ہے۔"

"ان کو کس نے حق دیا میرے بیٹے کو کہیں لے جانے کا، آپ نے منع کیوں نہیں کیا۔" وہ شدید مشتعل ہوئی۔

"انا وہ زین سے مانوس ہو گیا ہے وہ تو روزانہ ہی اسے اپنے ساتھ کہیں نہ کہیں لے جاتا ہے۔"

"اور آپ نے مجھے بتانا بھی گوارا نہیں کیا۔" وہ اور تپ گئی۔

"ان کی کمپنی کی نئی برانچ یہاں پاکستان میں کھل رہی ہے تمام کام مکمل ہے وہ آج کل فری ہے اسی لئے شاہ میر کے ساتھ وقت گزارتا ہے۔" چچی نے اسے شانت کرنا چاہا۔

اسی اثناء میں زین اندر داخل ہوا اس نے شاہ میر کو اٹھایا ہوا تھا، دوسرے ہاتھ میں کینڈیز، چاکلیٹ، لیز اور نجانے کیا الم غلم سے بھرا شاپر اٹھائے ہوئے تھا۔

"آئندہ میرے بیٹے سے دور رہیے گا، اس کی عادتیں بگاڑنے کی قطعاً ضرورت نہیں نہ ہی میرے بیٹے کی یتیمی پر ترس کھانے کی ضرورت ہے، اس کے لئے اس کی ماں ہی کافی ہے۔" اس نے چیل کی طرح شاہ میر کو جھپٹ لیا، وہ مکمل ثابت قدمی سے اس کو کھری کھری سنا رہی تھی یا شاید خود کو مضبوط ظاہر کرنے کی کوشش کر رہی تھی مگر ان آنسوؤں کا کیا کرتی جو لہجہ مضبوط ہونے کے باوجود گالوں پر پھسل کر اسے کمزور ثابت کر گئے، ہاں وہ کمزور تھی اشعر کی جدائی اور بیوگی کے لیبل نے یا شاید غموں کی شدت نے اسے کمزور بنا دیا تھا اور اس کے آنسوؤں سے زین کا دل جیسے پھٹنے لگا۔

☆☆☆

رمضان المبارک کا پہلا عشرہ ختم ہونے کے قریب تھا، آج اتوار تھا چاچو بھی گھر پر تھے اور شائل کی آمد بھی متوقع تھی ویسے وہ گزشتہ ہفتے ہی زین سے مل کر گیا تھا۔

وہ روزہ افطار ہونے کے بعد ٹیبل پر کھانا چن رہی تھی، جب وائٹ کلف شدہ شلوار سوٹ میں ملبوس زین عباس کف موڑتا کچن میں داخل ہوا۔

"گڈ ایوننگ مائی چائلڈ۔" شاہ میر اس کے پاس سلیب پر بیٹھا جوس پی کم اور گرا زیادہ رہا تھا، اسے دیکھتے ہی قلقاریاں مارنے لگا اور اچک اچک کر اس کی سمت آنے لگا، اس کے کپڑے مینگو جوس سے لتھڑے تھے اس کے باوجود زین نے آگے بڑھ کر اسے اٹھا لیا۔

"ایک گلاس پانی ملے گا۔" شاہ میر کو اٹھائے وہ اس کے پاس آیا جو اوون سے کباب نکال کر ڈش میں سیٹ کر رہی تھی۔

"نظر نہیں آ رہا بزی ہوں میں اور شاہی کو کیوں اٹھایا ہے آپ نے۔" وہ لمحوں میں تپی۔

"بیڈ منیرز، بڑا ہوں تم سے ایسے بات کرتے ہیں۔" مسکراہٹ دبائے وہ سنجیدگی سے بولا تو اس کی توقع کے مطابق وہ خائف ہو گی اور اپنی خفت چھپانے کو فریج سے بوتل نکال کر پانی گلاس میں انڈیلنے لگی، گلاس آگے بڑھ کر زین نے خود اٹھا لیا، اس کے پینے سے قبل ہی شاہ میر نے مانی...... مانی (پانی) کی رٹ لگا لی جواب ٹوٹے پھوٹے لفظ بولنے لگا تھا، زین نے اپنے لبوں تک جاتا گلاس اتار کر شاہ میر کے منہ سے لگا دیا۔

جو اس نے دو گھونٹ پی کر پیچھے کر دیا، پھر وہی گلاس خود پینے لگا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''میں آپ کو اور پانی دے دیتی ہوں آپ یہ رہنے دیں۔''
''یہ کیوں رہنے دوں۔'' گلاس ختم کر کے اس نے ٹیبل پر رکھا۔
''یہ شاہ میر کا چھوڑا ہوا تھا۔''
''اگر تم اس کا چھوڑا پی سکتی ہو تو میں کیوں نہیں۔''
''میری بات اور ہے میں تو اس کی ماں ہوں۔''
''تو میرا بھی اس سے کچھ ایسا ہی رشتہ ہے۔'' کہنے کے ساتھ ہی اس نے شاہ میر کی پیشانی چوم لی، جبکہ انا پہلو بدل کر رہ گئی۔
''لائیں اسے مجھے دیں یہ آپ کے کپڑے خراب کر دے گا۔''
''ہوں ٹھیک ہے۔'' اس نے عناب کی بات سے اتفاق کیا، وہ اس کے قریب آئی بڑھ کر شاہ میر کو تھاما، اس کے بازو زین کے سینے سے مس ہوئے، اسے عناب کا لمس اچھا لگا، اسے عناب کی موجودگی اچھی لگ رہی تھی، اسے پوری کی پوری عناب اچھی لگ رہی تھی۔

☆☆☆

''مما...... مما۔'' اسے بینک سے لوٹتے ہی لاؤنج میں شاہ میر ملا جواب بھاگنے دوڑنے کے ساتھ بولنے بھی لگا تھا۔
''مما کی جان کیسے ہو؟'' اس نے فوراً اسے اٹھایا اور چٹا چٹ چوم ڈالا، سیڑھیوں سے اترتے زین نے یہ منظر بخوبی دیکھا، محض بیس برس کی عمر میں زندگی کے تمام رنگ دیکھ چکی تھی، سچ بات تو یہ تھی کہ ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھائے گھر گرہستی سنبھالتی بالکل اچھی نہیں لگ رہی تھی، اسے تو وہی حماقتیں کرتی ضدی سی عناب یاد آ رہی تھی اس کی جلد شادی کی وجہ بھی تو زین عباس ہی تھا اور اک کے آئینے بے حد تکلیف دے تھے۔
''میں اپنے بیٹے کے لئے چپس بناتی ہوں کھائے گا نا شاہ میر۔'' اس نے لاڈ کرتے ہوئے اپنی تھکن کی پرواہ کیے بغیر اسے گود میں اٹھائے وہ کچن کی سمت بڑھ گئی۔
حسب عادت اسے سلیب پر بیٹھا کر وہ خود کام میں مصروف ہو گئی۔
''تم کیوں آتے ہی کام میں لگ گئی، ہٹو میں بنا دیتی ہوں تم فریش ہو کر آرام کرو۔'' چچی نے مداخلت کی۔
''شاہ میر کو دیکھ کر ساری تھکاوٹ اتر جاتی ہے اور اپنے بیٹے کا کام کرنے مجھے بہت سکون اور خوشی ملتی ہے امی۔'' اس نے سادگی سے کہا۔
''تم کیوں دروازے میں کھڑے ہو زین آؤ اندر آؤ۔'' کب سے دروازے سے ٹیک لگائے کھڑے زین کی سمت چچی کا دھیان گیا تو بولیں۔
''سوچ رہا ہوں ماں بیٹی کے پیار میں مداخلت کروں یا نہ کروں۔''
''کیسی باتیں کرتے ہو، تمہاری آمد مداخلت تھوڑی ہے۔'' چچی نے پیار سے اس کی پیشانی چومی جواب چیئر سنبھال چکا تھا۔
''انا فارغ ہو کر کچن کے سامان کی لسٹ بنا دو زین کو، پھر یہ مارکیٹ سے لے آئے گا۔''
''جی میں بنا دوں گی؟'' اس نے پہلی بار اختلاف نہیں کیا۔
''یہ لیں۔'' تھوڑی دیر بعد اس نے ایک چٹ زین کو تھمائی جو شاہ میر کو چپس کھلانے میں مصروف تھا۔
''اس میں رس ملائی کا سامان بھی ایڈ کر دو، آج تمہارے ہاتھ کی رس ملائی کھانے کو دل کر رہا ہے۔'' وہ محض اس کو تنگ کرنے کو بولا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''زہر کھلا دوں۔'' وہ تپ کر بڑبڑائی۔
''نہیں زہر نہیں۔'' اس کی بڑبڑاہٹ سن کر وہ مزے سے بولا، تو عناب جی بھر کر خجل ہوتی برتن سیٹ کرنے لگی، وہ بغور اسے دیکھ رہا تھا اور وہ خواہ مخواہ کنفیوز ہونے لگی۔
''پلیز اب آپ جائیں اور یوں میرے آس پاس مت رہا کریں۔'' وہ کئی دنوں سے دیکھ رہی تھی زین جب سے آیا تھا اس کا رویہ بہت عجیب سا تھا نجانے وہ اس سے ہمدردی دکھا رہا تھا یا کچھ اور بہرحال جو بھی تھا وہ اس کی موجودگی سے خائف تھی۔
''یاد کرو کبھی تمہاری خواہش تھی کہ میں تمہارے آس پاس رہوں۔'' نجانے وہ مذاق کر رہا تھا یا سنجیدگی سے طنز جھاڑ رہا تھا، وہ سمجھ نہیں پائی، مگر انا کے دل پر اس کے جملے خنجر کی طرح پیوست ہو گئے، وہ جہاں کی تہاں تھم گئی، لب بھینچ کر اس نے درد سے نکلنے والی سسکی دبائی، زین اس کے آنسو دیکھ کر پریشان ہوا تھا۔
وہ تو اپنے بدلتے احوال سے اسے آشنا کرنے کے لئے تمہید باندھ رہا تھا اس سے قبل کہ وہ مزید کچھ کہتا دھڑام سے کچھ گرنے کی آواز آئی اور پھر لمحے کے ہزارویں حصے میں شاہ میر کی چیخوں سے پورا اسلیم ہاؤس دہل گیا۔
''شاہ میر!'' انا چیختے ہوئے تیر کی طرح اس کی سمت لپکی جو سلیب سے گر چکا تھا اور سلیب تقریباً تین فٹ اونچی تھی، اس کے سر سے بہتا خون دیکھ کر اس کے حواس کام کرنا چھوڑ گئے، زین کے بھی اعصاب جھنجھنا اٹھے، چچی اور تائی امی بھی شاہ میر کا رونا سن کر آ چکی تھیں شاہی کے سر سے تیزی سے بہتا خون دیکھ کر حواس باختہ رہ گئیں، سب سے پہلے زین کے دماغ نے کام کرنا شروع کیا اس نے تیزی سے شاہ میر کو اٹھایا اور باہر بھاگا، عناب بھی اس کے پیچھے دیوانہ وار دوڑی ان کی منزل قریبی ہاسپٹل تھی۔

☆☆☆

ڈاکٹر نے بروقت ڈریسنگ کر کے شاہ میر کو خواب آور انجکشن دے کر سلا دیا، زخم کافی گہرا تھا اور آٹھ گھنٹے انڈر آبزرونیس رکھنے کو کہا، عناب کا رو رو کر برا حال تھا، بیڈ پر ہوش وخرد سے بیگانے اپنے ننھے سے جگر کے ٹکڑے کو دیکھ کر اس کا دل کٹ کٹ جا رہا تھا آنسو تھے کہ تھمنے کا نام ہی نہ لے رہے تھے، کوئی آدھ گھنٹے سے زین گیا تھا۔
''کیا کہا ڈاکٹر نے؟'' اسے دیکھتے ہی وہ بے قراری سے اس کی سمت لپکی، زین نے بغور اس کا ستا چہرہ سرخ ومتورم آنسوؤں میں ڈوبی آنکھیں دیکھیں اور اسے کچھ بھی بتانے کا ارادہ ترک کر دیا، ایک نظر پرسکون سوئے شاہ میر کو دیکھا اور پھر صوفے پر بیٹھ گیا، ڈاکٹر نے کوئی حتمی جواب نہیں دیا تھا بظاہر شاہ میر ٹھیک تھا مگر اس بات کا فیصلہ کہ اندرونی کوئی دماغی چوٹ تو نہیں، سٹی اسکین کے بعد ہونا تھا، چنانچہ اگر وہ رپورٹ ٹھیک آ جاتی تو پریشانی کی بات نہ تھی، مگر وہ یہ بات عناب کو کیسے بتاتا جو پہلے ہی مصائب سے تھکی ہوئی تھی۔
''وہ ٹھیک ہے عناب، بس ایک ٹیسٹ کروانا ہے اس کے بعد ہم گھر چلے جائیں گے۔'' اس نے اسے تسلی دی۔
''آپ سچ کہہ رہے ہیں۔'' وہ مشکوک ہوئی۔
''ہاں بالکل چاہے تو ڈاکٹرز سے پوچھ لو۔''
''میں مر جاؤں گی اگر شاہ میر کو کچھ ہوا، میں سب کچھ برداشت کر سکتی ہوں مگر شاہی کی جدائی نہیں۔'' اس کے کندھے پر سر ٹکائے، وہ بے بسی سی بلک رہی تھی، زین نے اس کی کمرے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کے گرد بازو حمائل کر کے اسے خود سے لپٹا لیا جیسے وہ کوئی چھوٹی بچی ہو اور مضبوطی سے اسے اپنے حصار میں قید کر لیا۔

''خدا پر بھروسہ رکھو عناب، ماں کی دعا تو عرش سے ٹکرا جاتی ہے اپنے بیٹے کی صحت و تندرستی اس پاک ذات سے مانگ لو۔'' روتی سسکتی عناب کے کان میں اس نے سرگوشی کی تو وہ مزید شدتوں سے رونے لگی۔

☆☆☆

''ریلیکس اب آپ کا بیٹا بالکل ٹھیک ہے ان کی ساری رپورٹس بھی نارمل ہیں۔'' ڈاکٹر نے کوئی دسویں بار عناب کو تسلی دی، جس کی پریشانی کی شدت اس کے چہرے اور آنکھوں کی سرخی سے ہویدا تھی۔

''تھینکس ڈاکٹر۔'' وہ دل سے مسکرائی۔

''آپ کا بیٹا بہت خوبصورت ہے مسٹر زین اور آپ کی مسز بھی۔'' دوائیوں کی چٹ اسے تھماتے ہوئے ڈاکٹر نے کہا۔

''تھینکس ڈاکٹر۔'' ولدیت کی جگہ پر پیشنٹ فائل میں زین نے اپنا نام لکھا تھا پھر بھلا ڈاکٹر کو غلط فہمی کیوں نہ ہوتی جبکہ ڈاکٹر کا جملہ سن کر عناب کے مسکراتے لب سکڑ گئے اس نے زین کی سمت دیکھا کہ شاید وہ وضاحت پیش کرے، مگر وہ تو آنکھوں میں شرارت بھر کر اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

''اب تو مسکرا دو یار، ہمارا لاڈلا اب بالکل ٹھیک ہے۔'' شاہ میر کو احتیاط سے اٹھاتے ہوئے اس نے کہا تو ہمارا کے لفظ پر وہ ٹھٹک کر رک گئی، ایک بار اس کا ایک دوست گھر ملنے آیا تھا جب شاہ میر کھیلتے ہوئے ڈرائنگ روم میں چلا گیا، تب اس کے دوست نے پوچھا تھا کہ یہ بچہ کس کا ہے اس نے بڑے دھڑلے سے کہہ دیا۔

''یہ میرا بیٹا ہے۔'' جبکہ دروازے پر کھڑی شاہ میر کو بلاتی عناب الٹے قدموں واپس مڑ گئی اور آج بھی کچھ ایسا ہی ہوا تھا۔

''آپ نے ڈاکٹر کی غلط فہمی دور کیوں نہیں کی۔'' اس نے گاڑی واپسی کے راستے پر ڈالی تو عناب نے استفسار کیا۔

''کون سی غلط فہمی؟'' وہ معصوم بنا۔

''یہی کہ میں آپ کی......'' وہ بات مکمل نہ کر پائی۔

''تم میری کیا۔'' اس نے جان بوجھ کر بات کو طول دی، انا کو تنگ کرنے میں مزہ آ رہا تھا۔

''سب پتہ ہے آپ کو۔'' وہ غصے سے بولی۔

''ارے واقعی مجھے پتہ نہیں پلیز بتا دو نا۔''

''کچھ نہیں۔'' روٹھے پن سے کہتی وہ کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی تو زین کے لبوں کے گوشوں پر بڑی دلکش مسکان ابھر کر معدوم ہو گئی۔

☆☆☆

رمضان کا آخری عشرہ جاری تھا، اسی دوران عناب کے ایم ڈی کا رشتہ انا کے لئے آیا وہ ایک پکی عمر کا شخص تھا تین بچوں کا باپ تھا بیوی طلاق لے کر بچے چھوڑ کر جا چکی تھی، انا نے سنا تو بھتھے سے اکھڑ گئی البتہ چچی نے سوچنے کے لئے وقت مانگ لیا۔

زین نے اعتراض کیا تو چچی جیسے پھٹ پڑیں، ان پر عناب کے احتجاج اور انکار کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔

''تو کیا کروں زین، ساری عمر اپنے آسرے پر نہیں بیٹھا سکتی اسے آج ہم ہیں کل نہیں ہوں گے کیا تم لوگ پر بوجھ بنا کر چھوڑ دوں اسے، وہ اب ایک بیوہ اور ایک بچے کی ماں ہے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

اب اس کے لئے ایسے ہی رشتے آئیں گے اس کی بیس سال کی چھوٹی عمر کوئی نہیں دیکھے گا، کون کنوارہ لڑکا اس شادی کرے گا بولو۔" چچی نے روتے ہوئے سفاک سچائی اس کے کانوں میں انڈیلی تو وہ ساکت رہ گیا۔

"میں کروں گا عناب سے شادی۔" اس نے گویا دھماکہ کیا، چچی ششدر رہ گئیں۔

"یہ جذباتیت کا وقت نہیں ہے زین، تمہاری اپنی زندگی ہے، اسے اپنے طریقے سے جیو وہ اکیلی نہیں ہے، اس کی گود میں ایک بچہ بھی ہے۔" چچی نے اسے حقیقت کی تلخی سے آشنا کرنا چاہا۔

"مجھے سب پتہ ہے چچی لیکن یہ سچ ہے میں انا کو خود سے دور نہیں رکھ سکتا اور میں وعدہ کرتا ہوں آپ مجھے اپنے فیصلے میں ثابت قدم پائیں گی۔"

"اور بھابھی۔"

"وہ بھی خوش ہی ہوں گی میرا یقین کریں۔" ان کے ہاتھ تھام کر وہ فرط جذبات سے بولا تو چچی مشکور ہوتیں اس سے لپٹ کر رو دیں۔

☆☆☆

اسے اپنے دل کی خواہش بتانے وہ اس کے کمرے میں آیا تو وہ صوفہ کم بیڈ پر ترچھی لیٹی تھی سنہری اور سیاہ بالوں کی آبشار صوفے کم بیڈ سے نیچے بہہ رہی تھی اس نے بازو آنکھوں پر رکھا تھا، زین پر بے بس کرتے احساسات غلبہ پانے لگے اس نے گھبرا کر دروازے پر دستک دی وہ چونک کر اٹھی۔

"آ...... آپ...... یہاں۔" وہ ہکلائی، وہ پہلی بار اس کے کمرے میں آیا تھا اس کی حیرت بجا تھی، مگر زین کا دھیان اس کی سرخ و متورم سفید موتیوں سے بجی خوابناک آنکھوں پر تھا، اس کی نظریں اس کے پرکشش و معصوم چہرے پر تھیں۔

"آپ یہاں کیوں آئے ہیں۔" اسے مسلسل گھورتا پا کر اس نے ذرا سخت لہجے میں کہا دوپٹہ تلاش کر کے خود پر پھیلایا۔

"مت رو و عناب۔" وہ قریب آیا اور انگلی کے پوروں سے اس کے آنسو پونچھے، وہ بے ساختہ پیچھے ہوئی، مگر اس کی پیش رفت جاری تھی، وہ آگے بڑھا شانوں سے تھام کر قریب آیا، پھر اور قریب، اتنا کہ اس کی گرم گرم سانسیں عناب کے چہرے پر پڑنے لگیں۔

"میں تمہارے آنسو نہیں دیکھ سکتا، مجھے تکلیف ہوتی ہے۔" کہتے ہوئے اس نے اپنے لب اس کی آنکھوں پر رکھنے چاہے عناب کا دل گہرائی میں ڈوب کر ابھرا، زین کا مقصد سمجھ کر اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی، زین کا بدلا رویہ اور نگاہ و التفات سب سمجھ آنے لگا، پوری طاقت سے اس نے اسے پرے دھکیلا۔

"کیا چاہتے ہیں آپ، میرا استعمال، اسی لئے اتنے دنوں سے مجھ پر، سب سمجھ آ رہا ہے مجھے، اپنے ہی گھر میں نقب لگاتے ہوئے شرم آنی چاہیے آپ کو، بیوہ ہوئی ہوں لیکن بے آسرا نہیں، جو آپ مجھ پر نیت خراب کیے بیٹھے ہیں۔" وہ آپے سے باہر ہو رہی تھی تم و غصے سے پاگل ہو رہی تھی اور اس کے اس قدر گھٹیا الزام پر زین کا دماغ گھوم گیا، وہ تو اس جذبے سے مغلوب ہو گیا تھا جو وہ اپنے دل میں عناب کے لئے محسوس کرنے لگا تھا، ابھی اس پر خود بھی واضح نہیں ہوا تھا کہ وہ عناب زہرا سے محبت کرنے لگا ہے، اس کے بیوہ ہونے کے باوجود اس کی گود میں ایک بچہ ہونے کے باوجود، ہاں محبت جس کے لئے وہ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تڑپتی رہی اپنی جان تک دینے کی کوشش کی مگر تب وہ اسے دھتکار کر چلا گیا، اس کی محبت کو ضد سے مشروط کر کے نارسائی اس کا مقدر بنا گیا، اب جب وہ محبت کے احساس کی منزل طے کرنے لگا تھا تو پھر کوئی اور اسے چھیننے کے درپے تھا، جو فیصلہ وہ طویل عرصے سے نہیں کر پا رہا تھا، وہ اس کی غموں کے بھید چراتی آنکھوں کو دیکھ کر لمحوں میں ہو گیا اس کا جی چاہا تھا اپنی محبت کے ساون میں اس کا ایک ایک غم دھو ڈالے۔

ہاں وقت غلط تھا اور طریقہ بھی وہ بھی اس صورت میں جب ماضی کا حوالہ اختلافات کے علاوہ کچھ بھی نہ تھا، لیکن اس کے جذبات اور نیت میں کوئی کھوٹ نہ تھی اسی لئے اس نے ایک لمحہ سوچے سمجھے بغیر زوردار تھپڑ اس کے چہرے پر جڑ دیا۔

''بکواس بند کرو اب اگر ایک بھی بے ہودہ بات کی تو میں تمہارا حشر کر دوں گا۔'' شدید غصے میں اس کا بازو تھامتا وہ حلق کے بل دھاڑا اور گھسیٹتا ہوا اسے باہر لے گیا۔

''چھوڑیں مجھے۔'' وہ چیخی تو اس کی آواز سن کر تائی اور چچی بھی کچن سے برآمد ہوئیں، وہ سیڑھیوں سے اسے گھسیٹتا ہوا لے جا رہا تھا۔

''کہاں لے جا رہے ہو اسے؟'' چچی نے پوچھا تو وہ ان سنی کر گیا درحقیقت وہ حواسوں میں کب دکھائی دیتا تھا اس پر تو جیسے جنون سوار تھا وہ کسی کی بھی سنے بغیر گلاس ڈور دھکیل کر ساتھ میں اسے گھسیٹتا اس کی چیخ و پکار اور دہائیوں پر کان لپیٹے اپنی سوچ پر عمل کر چکا تھا۔

☆☆☆

آج چاند رات تھی اور کل عید، اب صبر کا کوئی جواز نہ تھا اور انا کو کیسے سیدھا کرنا تھا وہ خوب جانتا تھا، وہ جب اسے انتہائی غصے میں اسے اپنے ساتھ لے کر گیا تب اس نے عناب سے کورٹ میرج کر لی اور عناب سے تو اس نے زبردستی دستخط لئے، ایسی سچائی اور جذبوں کی صداقت کا ثبوت اس سے بہتر بھلا کیسے پیش کیا جا سکتا تھا، وکیل اس کا دوست تھا لہٰذا باقی کے معاملات اس نے سنبھال لئے اور اسے کوئی پریشانی نہیں ہوئی، اگر انا کی مرضی کو ملحوظ خاطر رکھتا تو آج عناب کا نام زین سے نہ جڑا ہوتا، ویسے بھی یہاں انا کی مرضی نہیں زین کی محبت کا سوال تھا، ہاں وہ خود غرض بن رہا تھا اس کی موجودگی اس کا ساتھ زین کے لئے خوشی کا باعث تھا تو وہ اپنی خوشی کو ترجیح دے رہا تھا اسے حاصل کرنے کے لئے اس نے صحیح غلط کا فرق مٹا دیا، چھ سال قبل جس اذیت کی شکار عناب زہرا ہوئی اب اس کا شکار زین عباس ہرگز نہیں بننا چاہتا تھا، وہ اس کے بغیر جینے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا اور اپنے کیے پر اسے پچھتاوا بھی نہ تھا یہی بات عناب کے لئے تکلیف دہ تھی، جب وہ گئی تب عناب زہرا تھی اور جب لوٹی تو مسز زین عباس بن چکی تھی، سب کچھ اس قدر اچانک اور غیر متوقع طور پر ہوا کہ انا شاکڈ رہ گئی، چچی کی دیرینہ خواہش پوری ہو گئی ان کو خوشی تھی کہ زین نے مکمل رضا مندی سے پورے شرعی و قانونی حق سے اسے اپنایا، تائی امی کو بھی کوئی اعتراض نہیں تھا، شاید خدا نے انہیں اپنے گناہوں اور زیادتیوں کا کفارہ ادا کرنے کا ایک موقع دیا تھا، وہ جو خود کو انا کی بربادی کا ذمہ دار سمجھتی تھیں جیسے رب کے حضور سرخرو ہو گئیں، شمائل کی تو خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہ تھا، تین چار روز سے وہ بھی عید کی چھٹیوں میں آ گیا، انا کو بھابھی کہہ کہہ کر خوب چھیڑتا اور غصے میں بھری انا اس کی بیلن سے خوب پٹائی لگاتی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.paksociety.com

سب اپنی اپنی جگہ مطمئن تھے، اگر کلپ رہی تھی تو عنایہ زہرا، جو زین کے فیصلے کو قبول نہیں کر پا رہی تھی، اس نے گزشتہ پانچ روز سے زین سے بات چیت بند کر رکھی تھی وہ اس کے عزائم نہیں جانتی تھی، اتنا بڑا قدم اٹھانے کے پیچھے نجانے کیا ارادہ کارفرما تھا، وہ سوچ سوچ کر ہولتی کیونکہ نکاح کے بعد اسے اب تک زین نے اسے ایک بار بھی مخاطب کرنے یا صفائی دینے کی کوشش نہیں کی، وہ تو جیسے اسے مکمل طور پر فراموش کیے ہوئے اس کی طرف سے کوئی پیش رفت نہ ہوئی ورنہ تو ہر وقت بھنورے کی طرح اس کے آس پاس منڈلاتا رہتا، کوئی صفائی کوئی تجدید عہد نہیں، اس کا دل مزید بھر آیا، دو گرم گرم نمکین پانی کے قطرے اس کے شفاف رخساروں پر پھیل کر نشان چھوڑ گئے، انہی سوچوں میں گھری وہ کمرے میں آئی تو وہ شاہ میر کو کمرے میں نا پا کر وہ حواس باختہ ہوگئی، تمام لوگ سونے کے لئے اپنے اپنے کمروں میں جا چکے تھے، زین کو تو اس نے ابھی تک گھر میں دیکھا ہی نہیں تھا پھر شاہ میر کہاں گیا۔

"شاہ میر!" اس نے کمرے سے نکل کر اسے پکارا۔

زین کے کمرے کا دروازہ کھلا تھا اس نے ایک دفعہ تسلی کرنے کے لئے جھانک کر دیکھا تو سامنے بیڈ پر زین دراز تھا اور اس کے سینے پر بیٹھا شاہ میر موبائل سے کھیل رہا تھا۔

"آپ بھی نا، بتا کر تو لاتے میری جان نکل گئی۔" زین کو معلوم تھا اس کے لئے آئے نہ آئے شاہ میر کے لئے ضرور وہ اس کے کمرے میں آئے گی لہٰذا چپکے سے اسے اٹھا کر اپنے کمرے میں لے آیا۔

"مما پاپا چوکلیٹ لائے ہیں۔" (مما پاپا

شگفتہ شگفتہ رواں دواں

اردو کی آخری کتاب

طنز و مزاح

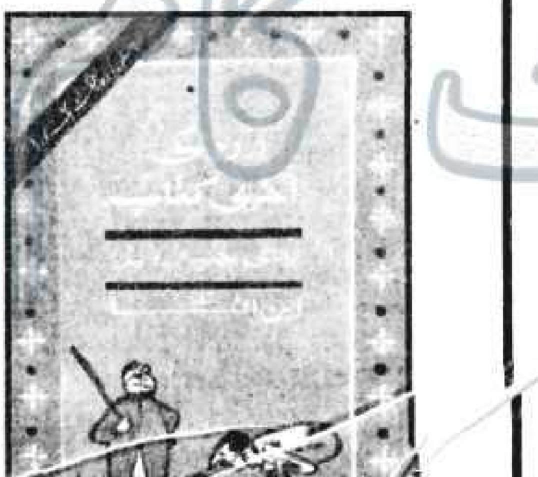

آج ہی اپنے قریبی بک سٹال یا براہ راست ہم سے طلب فرمائیں

لاہور اکیڈمی

پہلی منزل محمد علی امین میڈیسن مارکیٹ 207 سرکلر روڈ اردو بازار لاہور
فون: 042-37310797, 042-37321690

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

چاکلیٹ لائے ہیں)۔" اسے دیکھتے ہی شاہ میر نے توتلی زبان سے کہا جس کا ثبوت شاہ میر کے ہونٹوں پر لگی چاکلیٹ تھی۔

"پاپا، کس نے کہا کہ یہ تمہارے پاپا ہیں۔" وہ طیش میں آ کر بولی اور بچے کے سامنے ایسے رویے پر زیر لب مسکراتے زین نے قدرے ناقدانہ انداز میں دیکھا اس کی الزامیہ نگاہوں کا مفہوم سمجھ کر وہ جز بز ہوگئی۔

"کیا نہیں ہوں میں شاہ میر کا پاپا؟" شاہ میر کو بڑی احتیاط سے خود پر سے اتار کر اس نے ٹشو سے اس کا منہ صاف کیا اور فیڈر اٹھا کر اس کے منہ میں ڈالا، شاہ میر فیڈر پینے میں مصروف ہوگیا، اس کی اس قدر توجہ اور چاہت پر عناب مزید نادم ہوگئی، پھر اس کی طرف پلٹ کر زین نے پوچھا۔

"آؤ شاہ میر چلیں۔" اس کا سوال نظر انداز کرتی وہ شاہ میر کی سمت بڑھی اور بازو پھیلائے جبکہ شاہ میر کروٹ بدل کر سائیڈ پر ہوگیا بھر اسے حیران دیکھ کر ہنسنے لگا۔

"واہ میرے شیر، خوش کر دیا پاپا کو۔" اس کی پیشانی چوم کر زین نے خوشی کا اظہار کیا۔

"لائیں اسے دیں مجھے، یہ تنگ کرے گا آپ کو۔" شاہ میر کو وہیں پھیلتے دیکھ کر وہ منمنائی۔

"اوں ہوں، تم مجھ سے جو بھی رویہ رکھو لیکن ایک باپ بیٹے کے بیچ تمہاری مداخلت ہرگز برداشت نہیں کروں گا، میں شاہ میر سے محبت تمہاری نسبت نہیں کرتا عناب، تم سے پہلے میں اس سے مانوس ہوا ہوں اسے چاہنے کے لئے مجھے کسی دلیل کسی صفائی کی ضرورت نہیں۔" وہ اتنی سنجیدگی سے بولا کہ چند لمحے عناب کچھ کہنے کے قابل ہی نہ ہوسکی۔

"تو پھر میری زندگی تماشہ کیوں بنائی آپ نے، جب میں آپ کی زندگی میں شامل نہیں ہونا چاہتی تو پھر کیوں زبردستی کی میرے ساتھ، غصے میں آ کر ایک فیصلہ کر لیا اب یقیناً اس پر پچھتا رہے ہوں گے۔" دل کی دل میں ہی رکھتے رکھتے اس کا دل پھوڑے کی طرح دکھنے لگا تو آج اس کے سامنے پھٹ پڑی۔

"سب مجھ پر ہی کیوں اپنے فیصلے مسلط کرتے ہیں، سب کو اپنی ذمہ داریاں نبھانے کا شوق ہے میں کیا چاہتی ہوں کسی کو اس سے کوئی سروکار نہیں۔" وہ جیسے تھک کر ہار گئی تھی مزید احتجاج کی اس میں ہمت نہ تھی، زین اس کی ہر اذیت سمجھتا تھا، اس کے ایک ایک آنسو پر سو بار ندامت کی چھریاں اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرتی تھیں، مگر اب اظہار کا وقت تھا گزشتہ رویوں کے ازالے کا لمحہ تھا۔

اس نے عناب کو شانوں سے تھاما، لیکن وہ جھٹکے سے پیچھے ہوگئی۔

"کیوں کی مجھ سے شادی، جواب چاہیے مجھے، مزید خار پر مت گھسیٹیں مجھے، میرا ضبط مت آزمائیں، کیا چاہتے ہیں بس اتنا بتائیں۔" اس کے آگے ہاتھ جوڑے وہ بلک اٹھی اور وہیں کارپٹ پر بیٹھتی چلی گئی۔

"میں تمہیں چاہتا ہوں انا۔" اس کے قریب بیٹھ کر وہ دھیرے سے بولا، انا کو سب بھول گیا، صرف ایک سرگوشی سماعتوں میں گردش کر رہی تھی، انا بیس سالوں میں پہلی بار اس نے اسے اس قدر چاہت اور اس نام سے پکارا تھا، عناب کو اپنا نام آج سے پہلے اتنا خوبصورت کبھی نہیں لگا تھا، وہ بے یقینی سے اسے دیکھے گئی۔

"ہاں انا، تم زین کی انا ہو، تم میری انا ہو۔" عناب کی ندامتیں دم توڑنے لگیں، وہ جیسے

www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

یقین نہیں کر پا رہی تھی، زین نے اس کی آنکھوں میں لکھی تحریر پڑھی۔

''یقین نہیں آتا نا، لیکن یہی سچ ہے، جسے میرے دل نے محسوس کیا جس کی گواہی میرے دماغ نے دی، جس کی چاہت میرے وجود میں پھیل گئی۔''

''میں یہ نہیں کہوں گا کہ سب بھول کر مجھے اپنا لو، مگر اتنا ضرور کہوں گا انا کہ میں اپنی محبت میں تمہیں اس قدر مصروف کر دوں گا کہ تمہیں کوئی ماضی کا تکلیف دہ لمحہ یاد ہی نہیں آنے دوں گا، مجھے اقرار ہے انا، مجھے تمہارے بغیر گزرا ہر لمحہ ادھورا لگتا ہے، تمہیں دیکھ کر میرے لب مسکراتے ہیں، تم آس پاس رہوں تو میں آسودہ رہتا ہوں، جب سے لوٹا پہلے والا زین عباس کہیں کھو گیا ہے اور اب جو زین عباس ہے وہ تمہیں دیکھ کر جیتا ہے تمہارے ساتھ روتا ہے، تم مجھ سے مزید بدگمان رہو میں برداشت نہیں کر سکتا۔''

سچائی کے ساتھ کہتا وہ اس کی پانیوں سے بھری انگوری آنکھوں میں جھانک کر بولا، عناب نے آنکھیں بند کر لیں اور پھر ہاتھوں کی لکیروں کو دیکھا جن میں پہلی محبت سے دوسری شادی کی داستان رقم تھی، اس تک پہنچنے کا راستہ قسمت نے بہت کٹھن اور تکلیف دہ بنایا تھا اس کا پور پور زخمی ہو چکا تھا وہ تھکن سے چور تھی۔

''نہیں، میں وہ انا نہیں ہوں زین، میں پہلے ہی شادی کے تجربے سے گزر چکی ہوں میں ایک بچے کی ماں ہوں۔'' وہ سمجھ گیا جو وہ کہنا چاہ رہی تھی۔

''مجھے اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا، فرق پڑتا تو تم آج میری زندگی میرے نام سے منسوب نہ ہوتیں۔'' اس کے لہجے میں اٹل ارادے اور چٹانوں سی سختی تھی، اس نے چند لمحے زین کی سچائی صداقت سے، جذبوں سے شرابور محبت کو مچلتی آنکھوں میں دیکھا اور پھر مکمل خود سپردگی کے احساس سمیت خود کو اس کے حوالے کر دیا، زین کو اس لمحے وہ دھوپ ساون سی لڑکی محبت سے بھی پیاری لگی۔

''آپ بہت برے ہیں، آپ نے مجھے مارا۔'' مضبوط سائبان کی بانہوں میں بکھرتی وہ پیار کا پہلا شکوہ کر گئی۔

''تم باتیں ہی ایسی کرتی ہو۔''

''یعنی آپ آئندہ بھی چھوٹی چھوٹی غلطیوں پر مجھے ماریں گے۔''

''نہیں اب پیار سے سمجھا دوں گا۔'' وہ جھٹکے سے اس کے حصار سے نکلنے والی تھی جب اس نے حصار تنگ کرتے ہوئے شوخی سے کہا۔

''میں بہت تھک گئی ہوں زین، میں مزید کسی امتحان کے قابل نہیں، میں آپ کو بتا دینا چاہتی ہوں میں بہت کمزور ہوں بہت زیادہ۔'' وہ سسکی، زین کو نئے سرے اس کے غم ستانے لگے۔

''انا کیا تمہیں اب بھی لگ رہا ہے تم کمزور ہو۔'' زین نے اس کے گرد حصار مزید تنگ کیا۔

''نہیں۔'' اس نے اقرار کیا۔

''اب زندگی میں کوئی امتحان نہیں بس خوشیاں ہیں صرف خوشیاں۔'' اس کا چہرہ سامنے لا کر زین نے کہا۔

''شاہ میر سو گیا ہے میں اسے اپنے کمرے میں لے جاتی ہوں میں اسے لے جاؤں۔'' اس کی نظروں میں کچھ ایسا ضرور تھا کہ وہ اجازت طلب کرنے پر مجبور ہو گئی۔

''اچھا تو میرا دھیان بٹا رہی ہو، لیکن میرا دھیان تو آج صرف تم پر ہے شاہ میر کو بھی یہیں رہنے دو اور خود بھی یہیں رک جاؤ۔'' وہ شوخی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

شرارت سے بھرپور لہجے میں بولا۔

''وہ دیکھیں عید کا چاند، کتنا خوبصورت ہے۔'' اس کی نظر اچانک بالکونی سے جھانکتے ہلال عید پر پڑی تو دیکھنے بھاگی، زین بھی اس کے پیچھے تھا۔

''ہاں واقعی بہت خوبصورت ہے۔'' اس کی پشت پر آ کر زین نے دونوں بازو اس کے گرد حمائل کیے اور شانے پر ٹھوڑی ٹکا کر اپنا رخسار اس کے عارض سے مس کیا۔

''انا۔'' اس نے آنکھیں بند کر کے پکارا۔

''جی۔''

''کل خوب ہار سنگھار کرنا، چوڑیاں بھر بھر کر پہننا، ہاتھوں پر مہندی لگانا، میں تمہیں دلہن کے روپ میں دیکھنا چاہتا ہوں اور کل مجھ پر کوئی پابندی مت لگانا۔'' اس کے کان میں نرم گرم سرگوشیاں انڈیلتا وہ مکمل موڈ میں تھا۔

''لیکن۔'' اس نے کچھ کہنا چاہا۔

''معاشرہ کیا کہتا ہے اس کی پرواہ مت کرو صرف میری پرواہ کرو۔'' اس نے تنبیہ کی، تو وہ کچھ نہ کہہ سکی۔

''زین!''

''جی زین کی جان۔''

''آج میں اپنے روم میں سو جاؤں۔'' اس کی طرف پلٹ کر وہ سراسیمہ سی بولی۔

''خواہش مشکل ہے لیکن تمہاری آرزو ہے تو نو پرابلم، لیکن کل کوئی رعایت نہیں ملے گی۔'' اس کی کھلی ڈھلی باتوں پر انا خوب جھینپ گئی، اس کے چہرے کے ساتھ ساتھ کان کی لوئیں تک سرخ ہو گئیں، وہ شرما کر پلٹنے لگی جب اس نے بڑھ کر کلائی تھام لی۔

''ایک بات تو رہ ہی گئی۔''

''کیا؟''

''چاندرات مبارک۔''

''آپ کو بھی۔'' اس نے مختصراً کہا۔

''انا مجھ سے پیار کرتی ہو نا پہلے کی طرح، بالکل ویسا جیسا چھ سال قبل کرتی تھی۔'' روشن نگاہوں کے دیئے اظہار کے متمنی تھے۔

''نہیں۔'' وہ حیران رہ گیا اس کے انکار پر، زین نے اس کے چہرے پر شرارت تلاش کرنی چاہی مگر وہ مکمل سنجیدہ تھی، بے چینی اس کے نقش نقش میں پھیل گئی۔

''بلکہ اس سے بھی زیادہ۔'' اس کے چہرے کی بدلتی رنگت دیکھ کر وہ کھلکھلائی اور وہاں سے بھاگ گئی، کل عید تھی اور ان کے ولیمے کی تقریب بھی جو زین کی خواہش پر منعقد کیا جا رہا تھا، اس کے جواب نے زین کو اندر تک شانت کر دیا، وہ سر تا پیر سرشاری سے بھیگ گیا، اس نے مسکراتے ہوئے بالوں میں ہاتھ چلایا اور شاہ میر سے لپٹ کر لیٹ گیا، دور کہیں آسمانوں میں ڈھلتے ہلال عید نے اس کی خوشیوں کے دائمی ہونے کی دعا مانگی تھی ستاروں نے آمین کہا اور مسکراتے ہوئے چاند کی روشنی سے کھیلنے لگے۔

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY